لکھنؤ
تعمیر حیات
پندرہ روزہ

حوادث کے تازیانے

موجودہ غیر معمولی حالات اور حوادث جن کو "اتفاقات" کے بے معنی لفظ سے یاد کر کے ان کی اہمیت کو ضائع نہیں کیا جا سکتا، صاف بتلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس موجودہ جاہلی طرزِ زندگی سے جس میں دعوت کی روح، دین کے لئے جد و جہد و ایثار، آخرت کی فکر، اور ایمانی زندگی کی کیفیات نہ ہوں، ہرگز راضی نہیں، یہ بھی اس کی خاص رحمت اور اس امت کے ساتھ خصوصیت ہے کہ وہ ان کو اس طرزِ زندگی پر زیادہ دن تک قائم نہیں رکھنا چاہتا، کسی ایک ہفتہ کے واقعات یا کسی ایک ہی دن کا اخبار دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گویا مسلمان ہر جگہ جھنجھوڑے اور جگائے جا رہے ہیں اور مختلف قسم کے اشارات اور خطرے کی علامات ان کی تنبیہ و عبرت کا سامان کر رہے ہیں، صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُمّت کے لئے ایک زندگی سے دوسری زندگی کو منتقل ہونے کا مرحلہ یا دوراہا سامنے آگیا ہے اور عالمگیر پیمانہ پر

ان میں تبدیلی و انقلابات کا سامان ہو رہا ہے اور ان کو اپنا منصب و مقام یاد دلایا جا رہا ہے۔ دُنیا میں جا بجا خصوصًا ہمارے ملک میں ان واقعات کا اثر پڑ رہا ہے اور مسلمانوں میں اپنے مقصد زندگی اور اصل مشغلۂ زندگی کی طرف بازگشت کے کچھ آثار ضرور ہیں۔

(مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)

۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۸۱ء　　سالانہ چندہ: بیس روپے　　فی پرچہ: ایک روپیہ

Regd No. LW/NP 56　　Phone: 42948 / 49747
TAMEER-E-HAYAT
Fortnightly
(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW 230007 (INDIA)

اردو طلبار کے لئے وظائف

اتر پردیش اردو اکاڈمی کو ایک محدود تعداد میں اردو کے نمبروں کی بنیاد پر بی۔ اے (سال اول)، ایم۔ اے (سال اول)، اور پی۔ ایچ۔ ڈی (سال اول) کے طلبہ اور طالبات کو وظائف دینے کے لئے اکاڈمی کے مقررہ فارم پر درخواستیں مطلوب ہیں۔ یہ وظائف اتر پردیش کے پوسٹ گریجویٹ کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو اکاڈمی کے قواعد وضوابط کے تحت دئے جائیں گے۔

مندرجہ بالا درجات کے علاوہ گذشتہ سال میں بی۔ اے (سال اول)، ایم۔ اے (سال اول) اور پی۔ ایچ۔ ڈی (سال اول) کے درجات میں اکاڈمی کے قواعد وضوابط کے مطابق اکاڈمی کا وظیفہ پانے والے طالب علموں کے وظائف کی تجدید بھی اکاڈمی کے مقررہ فارم پر درخواستیں موصول ہونے پر کی جائے گی۔

بی۔ اے (سال اول)، ایم۔ اے (سال اول) اور پی۔ ایچ۔ ڈی (سال اول) کے وہی طلباء فارم طلب کریں جنھوں نے گذشتہ امتحان کم سے کم سکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہو اور اردو میں کم سے کم ۵۵ فی صد نمبر حاصل کئے ہوں۔ تجدید کے لئے درخواست بھیجنے والے طلبہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ انھوں نے اردو میں اپنے گذشتہ امتحان میں کم سے کم پچاس فی صد نمبر حاصل کئے ہوں۔

درخواستوں کے فارم سکریٹری اتر پردیش اردو اکاڈمی، ۲۱۔ آر۔ کے۔ ٹنڈن روڈ قیصر باغ، لکھنؤ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں فارم منگوانے کے لئے خط کے ہمراہ بغیر ٹکٹ لگا ایک بڑا لفافہ جس پر خط بھیجنے والے کا پورا پتہ صاف صاف درج ہو، روانہ کریں۔ درخواستیں اس طرح بھیجی جائیں کہ وہ ۱۵ر جنوری ۱۹۸۱ء تک دفتر اردو اکاڈمی کو موصول ہو جائیں۔

نگرانِ اعلیٰ:
مولانا ابو العرفان ندوی
مجلسِ ادارت:
نذر الحفیظ ندوی
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی
پرنٹر، پبلشر جمیل احمد ندوی نے جے کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ لکھنؤ سے شائع کیا۔

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.
WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY, 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone SHOP: 862220
RESI: 378054

۴۴۔ حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

موجودہ زمانہ پہلے سے مختلف ہے آج کا زمانہ شبہات بے یقینی اور سوالات سے بھرپور ہے۔ اسی طرح ہم کو ہر وقت نئے نئے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ایک دوسرے سے سوالات کرتے ہیں بحث کرتے ہیں اور نئی راہیں تلاش کرتے ہیں ان تمام چیزوں کیلئے ذہن دماغ کی ضرورت ہے

دماغین
ایک اچھا دماغی ٹانک
دواخانہ طبیہ کالج
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۸ | ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۸۱ء ـــــ یکم ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ | شمارہ نمبر ۵

نرخِ تعاون

اندرون ملک ـــــ بیس روپے
فی پرچہ ـــــ ایک روپیہ
بیرونِ ملک، بحری ڈاک، جملہ ممالک ۵ پونڈ
ہوائی ڈاک
ایشیائی ممالک ـــــ ۷ پونڈ
افریقی ممالک ـــــ ۸ پونڈ
یوروپ و امریکہ ـــــ ۱۰ پونڈ

اداریہ

عالمِ اسلام کا انتشار

استعماری طاقتوں کا اتحاد

جنوب مشرقی ایشیا سے لے کر مغرب اقصیٰ تک ہم جن کو اسلامی بلاک کہتے ہیں سخت سیاسی اور اندرونی خلفشار میں ہیں۔ مسلم اکثریت والے ممالک میں بھی مسلمانوں کو آزادی تو درکنار بلکہ ان کو پریشان کیا جا رہا ہے اور ان کی زندگی اجیرن بنی ہوئی ہے، ان کو سخت مصائب و آلام کا سامنا ہے۔ انڈونیشیا عیسائیت کی زد میں ہے۔ ملائشیا بین الاقوامی سازشوں کا شکار ہے، پاکستان کمیونسٹ اور مغرب دونوں کی نگاہوں میں کھٹکتا ہے، افغانستان کمیونسٹوں کے کنٹرول میں ہے، عراق ایران دونوں ایک دوسرے کی قبر کھودنے پر تلے ہوئے ہیں، جنوبی یمن متشدد کمیونسٹوں کا مرکز ہے اور اپنے پڑوسیوں کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے، عمان، بحرین بڑی طاقتوں کی کشمکش میں آگیا ہے۔ عرب امارات، کویت سیاسی طور پر خلیج جنگ سے الگ رہتے ہوئے بھی شریک ہیں، شام میں نصیری مسلمانوں پر جس طرح مظالم کر رہے ہیں اس کی مثال تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ لبنان پچاس سال قبل کی رائے شماری کی بنیادوں پر عہدوں میں منقسم ہے اور مسلمان اکثریت میں ہوتے ہوئے بھی صرف وزارت عظمیٰ کا کام نہ آنے والا عہدہ انکے پاس ہے جب کہ صدر اور چیف آف اسٹاف دونوں عیسائی ہوں گے اور پارلیمنٹ کا اسپیکر شیعہ فرقہ کا ہوگا مصر اسرائیل سے معاہدہ کرنے کی وجہ سے عالم اسلام سے کٹا ہوا ہے اس کے پڑوس میں لیبیا قرآن و سنت کے مذاق اڑانے میں لگا ہوا ہے۔ سوڈان بالکل خاموش تماشائی بنا ہوا ہے، تیونیشیا مغرب زدہ ہے مراکش، الجزائر صحاری کی جنگ میں دست و گریباں ہیں، صومال، حبشہ اور اسرائیل کی دست درازیوں کا شکار ہے۔ نائجیریا میں نہ ختم ہونے والی مسلم عیسائی کشمکش ہے، باقی ماندہ ممالک میں بھی دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں اور اسلام پسند طبقہ ہر جگہ آزمائش کے دور سے گزر رہا ہے۔

مسلم ممالک کبھی بھی پرسکون نہ تھے مگر جب سے کمیونسٹوں اور مغرب زدہ دنیا کو احیائے اسلام اور نشأۃ ثانیہ سے سابقہ پڑا اور اپنے مفادات سے ہاتھ دھونا پڑا ہے اسی وقت سے اس کے حصول کے لئے یہ استعماری طاقتیں مسلم ممالک میں اپنی ریشہ دوانیوں میں زیادتی کردی ہے اور اسلام پسندوں کے خلاف ہو گئے ہیں، روس نے افغانستان پر قبضہ کر لیا، امریکہ نے ترکی میں مغرب زدہ کمالی فوجیوں کے ذریعہ انقلاب کروا دیا، افریقہ میں کمیونزم کو فروغ دینے کے لئے لیبیا کو مرکز بنایا گیا اور پڑوسی ممالک چاڈ، نائجیریا، نیجر میں اپنی فوجوں کے ذریعہ مداخلت کی، استعماری طاقتوں کے بل بوتے پر ملٹن اوبوٹے دوبارہ برسر اقتدار لائے گئے۔

مسلم دشمن طاقتیں مسلم ممالک میں انتشار سے فائدہ بھی اٹھاتی ہیں اور اس کو تقویت بھی پہنچاتی ہیں اور تنقید بھی کرتی ہیں، تصفیہ کی کوشش بھی کرتی ہیں اور تعاون بھی پیش کرتی ہیں، مالی امداد بھی دیتی ہیں، صنعتی ترقی کے لئے سبز باغ دکھاتی ہیں۔ ٹیکنیکل معلومات فراہم کرتی ہیں اپنے مشیروں کے ذریعہ پلانٹ تعمیر کرواتی ہیں اور اپنی نگرانی میں رکھتی ہیں۔ ملک کا خام مال لاد کر لے جاتی ہیں اور احسان جتلاتی ہیں اور جب یہی ممالک ان کی مرضی کے خلاف ترقی کرنا چاہتی ہیں اپنے کو مستحکم کرتے ہیں، خود مختار بناتے ہیں، خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور خود کفیل ہونا چاہتی ہیں اور اپنا سرمایہ ملک کے مفاد میں لگانا چاہتی ہیں تو یہی ممالک ان کا معاشی بائیکاٹ کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں سیاسی دباؤ ڈالتے ہیں، امداد بند کر دیتے اور دنیا کو یہ تخیل دیتے ہیں کہ اس سے ملک کا دیوالیہ ہو جائے گا اور بحران میں پڑ جائے گا اور حکمراں طبقہ ملک کی دولت کو ضائع کر رہا ہے اس کے بعد بھی اس منصوبہ کا کام بند نہیں ہوتا ہے تو تبدیلی اقتدار کی کوشش کی جاتی ہے اور منصوبوں کو ڈائنامیٹ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ یہ ممالک پھر کبھی اس قسم کی جرأت نہ کر سکیں اور اس کے لئے جد و جہد کر سکیں۔

پاکستان اور عراق نے جب سے ایٹمی پلانٹ لگایا ہے اس وقت سے اس کے مخالفین کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اور کوئی وقفہ ایسا نہیں گذرتا جس میں ایٹمی دھماکہ بنام پاکستان یا اسلامی بم کے نام سے اخبارات میں کوئی نہ کوئی خبر نہ ہو، جس میں دھماکہ کا وقت اس کی طاقت کا اندازہ وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے کبھی یہ چیزیں بی۔ بی۔ سی کے حوالہ سے آتی ہیں، کبھی وائس آف امریکہ کے توسط سے، اور ماسکو کے نشریاتی اداروں سے اور کبھی بین الاقوامی اور سرکاری خبر رساں ایجنسیوں و اداروں کے ذریعہ آتی ہیں اور کبھی بعض اخبارات کے اسٹاف رپورٹر کے حوالہ سے آتی ہے اور اس کے خلاف سخت پروپگنڈہ کیا جاتا ہے۔

عراق اور پاکستان دونوں نے فرانس کے تعاون سے ایٹمی پروسیسنگ پلانٹ لگایا مگر جیسا کہ بعض خبروں میں بتایا گیا ہے کہ موجودہ ایران عراق جنگ میں اسی پلانٹ کو سخت نقصان پہونچا ہے، اور اسی وجہ سے صدام حسین کو کہنا پڑا کہ جو پہلے تعمیر کر سکتا تھا وہ اب بھی اس کو دوبارہ تعمیر کر سکتا ہے۔

مبصرین کا خیال ہے کہ اس جنگ کا سہارا لے کر اسرائیل نے اس کو تباہ کیا ہے تاکہ عراق مستقبل قریب میں اسرائیل کے خلاف توانائی میں برابری کا دعویٰ نہ کر سکے اور اسی کی وجہ سے اس کو ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

خود ان ملکوں کا حال یہ ہے کہ وہ خود ایٹمی پلانٹ کے مالک ہیں اور توانائی کے بحران کو اس کے ذریعہ حل کر رہے ہیں، ان کی نہ اس سے معاشیات متاثر ہوتی ہے نہ کوئی دباؤ ڈالتا ہے نہ اس کے خلاف پروپگنڈہ کیا جاتا ہے نہ اس کے خلاف احتجاج ہوتا ہے اور جب کوئی مسلم ممالک توانائی کے بحران کو اس سے حل کرنا چاہتا ہے تو اس کے تمام رشتے کٹ جاتے ہیں۔

ان ہی مسلم دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں نے سلطان کو غیر مسلم اکثریت کا سربراہ نہ رہنے دیا یوگنڈا میں عیدی امین کا زوال ان ہی طاقتوں کی وجہ سے ہوا وہ مسلم سربراہ ایک برائے نام غیر مسلم اکثریت کا سربراہ تھا اور اس کے خلاف ایشیا اور یورپ دونوں متحد ہوگئے اور تنزانیہ اور عیسائی مسلم [illegible]

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمایئے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی کے ذریعہ سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs. 23/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب و سنت سے۔

دوسروں کے ساتھ ہمدردی و بہی خواہی

مومن کی شان

★ ـــــ مولانا سید عبد الحیؒ

قرآن کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے، انھوں نے اپنی امت سے کہا،
وَاَنْصَحُ لَكُمْ۔ (اور میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں)[1]
ہود علیہ السلام کا قول نقل کیا،
وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۔ (اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔)[2]
اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ (مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔[3]
ایک دوسری آیت میں فرمایا،
وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (اور نیک کام کرو تاکہ فلاح پاؤ)۔[4]

حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دین خیر خواہی اور نصیحت کا نام ہے آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ ہم نے سوال کیا اللہ کے نبیؐ! کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول، مسلمان پیشواؤں اور ان کے عوام کے لئے۔[5] (مسلم)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور دلیں ہر مسلمان کے لئے جذبۂ خیر رکھنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (متفق علیہ)

حضرت زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ میں نے جریر بن عبد اللہ کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اللہ کے نبیؐ! میں اسلام کے نام پر آپ سے بیعت کرتا ہوں، آپ نے مجھ پر یہ شرط لگائی کہ اس (اسلام) کے ساتھ ہر مسلمان کے لئے جذبۂ خیر خواہی رکھنے کی بھی بیعت کرو، چنانچہ میں نے اس پر بیعت کی اور اس مسجد کے خدا کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی کامل مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں! جب اس سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور جب وہ دعوت دے تو قبول کرو اور جب تم سے نصیحت کی درخواست کرے تو اس کو نصیحت کرو اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تم یرحمک اللہ کہو، اور جب وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جاؤ، اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی ایک مصیبت دور فرمائیں گے، اور جو شخص کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں آسانی فرمائیں گے، اللہ اپنے بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہدایت کے راستہ کی طرف بلائے گا تو اس کو ان تمام لوگوں کا ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی، اور جو گناہ کی دعوت دے گا اس کو ان سب کا گناہ ہوگا جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن مومن کا آئینہ ہے، مومن، مومن کا بھائی ہے، وہ اس کی کم عمر اور نادار اولاد کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم میں کا ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر اس میں کوئی گندگی (گناہ) دیکھے تو اس کو دور کر دے۔ (ترمذی)

حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنے بھائی کی عزت و آبرو کو بچائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائیں گے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکرانا بھی صدقہ ہے، تمہارا بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے راہی کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے، نابینا کو راہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے تمہارا پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، اپنے گھڑے کا پانی اپنے بھائی کے گھڑے میں ڈالدو یہ بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرتا ہے تو اس کے سارے عمل ختم ہو جاتے ہیں، سوائے تین عملوں کے، صدقۂ جاریہ یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم)

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھلی راہ دکھائے گا اس کو اس کے کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ (مسلم)

مومن کی شان

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن — گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی — ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن — قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے — دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم — دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان
فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز — آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن

---

[1] سورۂ اعراف آیت ۶۲، [2] ایضاً آیت ۶۸، [3] سورۂ حجرات آیت ۱۰، [4] سورۂ حج آیت ۷۷
[5] ابوداؤد اور صاحب سنن نے فرمایا یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو دینی احکام کا محور ہیں۔ محمد بن اسلم طوسی نے کہا ...... ابونعیم نے کہا، یہ نہایت اہم حدیث ہے۔

اُسوۂ کامل

(مولانا سید سلیمان ندوی ؒ)

عزم، استقلال، شجاعت، صبر و شکر، توکل، رضا بتقدیر، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت، استغنا، ایثار، جود، تواضع، خاکساری، مسکنت، غرض نشیب و فراز، بلند و پست، تمام اخلاقی پہلوؤں کے لئے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں، ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے۔ مگر وہ کہاں مل سکتی ہے؟ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، حضرت موسیٰ ؑ کے پاس ہم کو سرگرم شجاعانہ قوتوں کا خزانہ مل سکتا ہے مگر نرم اخلاق کا نہیں، حضرت عیسیٰ ؑ کے ہاں نرم اخلاق کی بہتات ہے، مگر سرگرم اور خون میں حرکت پیدا کرنے والی قوتوں کا وجود نہیں۔ انسان کو اسی دنیا میں ان دونوں قوتوں کی معتدل حالت میں ضرورت ہے اور ان دونوں قوتوں کی جامع اور معتدل مثالیں صرف پیغمبر اسلام کی سوانح میں مل سکتی ہے۔

غرض ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلم قدس کو دیکھو اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ و ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی اور بے کسی کے عالم میں حق کے منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی ؐ کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو، تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جد و جہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبد اللہ اور آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ ؓ کے لاڈلے بچہ کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصرہ کے کارواں سالار کی مثالیں ڈھونڈھو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو، جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے، مدینہ کی کچی مسجد کی صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو، جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہ ؓ اور عائشہ ؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہ ؓ کے باپ اور حسن ؓ و حسین ؓ کے نانا کا حال پوچھو۔

غرض تم کوئی بھی ہو، اور کسی حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستگی و اصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلعم کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے، اس لئے طبقۂ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلعم کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے، جس کی نگاہ کے سامنے محمد رسول اللہ صلعم کی سیرت ہے، اس کے سامنے نوح، ابراہیم، ایوب و یونس، موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سب کی سیرتیں موجود ہیں، گویا تمام دوسرے انبیاء کرام ؑ کی سیرتیں ایک ہی جنس کی اشیاء کی دکانیں ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اخلاق و اعمال کی دنیا کا سب سے بڑا بازار (مارکٹ) ہے، جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شئے کے طلبگار کے لئے بہترین سامان موجود ہے۔

بقیہ صفحہ ۳: اداریہ

عالمِ اسلام کا انتشار.....

اکثریت کا غیر مسلم سربراہ ہے کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی فوجوں کے ذریعہ سابق معزول صدر کو دوبارہ برسر اقتدار لائے جس کے ایک ایک بال پر ہزاروں مسلمانوں کا خون ہے زنجبار جو خالص مسلم ملک تھا آزادی سے سانس بھی نہیں لینے دیا اور اپنی فوجوں کے ذریعہ انکا کشت و خون کیا اور ساری دنیا میں برآمد کیجانے والی لونگ پر بھی ڈاکو سانپ کی طرح قابض ہو گئے۔ نائجیریا، مسلم اکثریت والا ملک ہوتے ہوئے بھی مسلم سربراہوں کو اقتدار کی کرسی پر بیٹھے عیسائیوں کے ہاتھوں موت کے آغوش میں جانا پڑا۔ الحاج ابوبکر تفاوا بلیوا، الحاج احمد و بللو اور مسری طالع کی شہادت اس کا بین ثبوت ہے اور اب تک ایک بھی غیر مسلم سربراہ کی زندگی کو خطرہ نہیں لاحق ہوا۔

مسلم ممالک کو اپنا وجود برقرار رکھنا ہے اپنی خودداری کی حفاظت کرنی ہے اور اپنے اعتبار کو بحال کرنا ہے تو ان کو اپنے وسائل کو ملک و قوم اور اسلام کے مفاد میں استعمال کرنا پڑے گا، اور ذاتی مفادات سے دست بردار ہونا پڑیگا اور خطرات سے گذرنا پڑیگا اور دشمن طاقتوں کو ترکی بہ ترکی جواب دینا پڑے گا اور اپنے یقین و توکل، عزم و ہمت، دوربینی و دوراندیشی سے کام لینا پڑے گا ؎

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

(ح - ۲)

شیخ محمود خلیل حصری کا انتقال

مشہور عالمی قاری شیخ محمود خلیل الحصری کا قاہرہ میں انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شیخ پر چند ہفتہ قبل دل کا دورہ پڑا تھا اور اسپتال میں داخل ہو گئے تھے، آخری دورہ ان کے گھر میں بعد نماز عشاء پڑا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔

شیخ حصری کی عمر انتقال کے وقت ۶۲ سال کی تھی انھوں نے تلاوت قرآن میں ۵۰ سال تک کی اور مصری وزارت اوقاف میں مشیر اور مجمع بحوث علمیہ میں اہم عہدہ پر فائز تھے۔

شیخ حصری قراء کی اس فہرست میں تھے جنھوں نے پوری زندگی تلاوت قرآن میں گذاری اور ان کے ریکارڈ بشکل بلیٹ اور کیسیٹ پوری دنیا میں دستیاب ہیں اور فنی طور پر بھی ان کو اپنے ہم عصر قراء پر برتری حاصل تھی اور حدر میں تو لاثانی تھے اور اہل علم کے طبقہ میں بڑے شوق و جذبہ کے ساتھ سنا جاتا تھا ان کی حیثیت رئیس القراء کی تھی اور مصری وفود بیرون ملک کے دورہ پر میزبان ممالک میں اکثر و بیشتر ان ہی کے ریکارڈ بطور تحفہ پیش کرتا تھا۔ شیخ اپنے ہندوستان کے دورہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء بھی آچکے ہیں۔

انھوں نے اپنے ⅓ مال کو قرآن مجید اور تعمیر مساجد میں دینے کی وصیت کی ہے اور خود انھوں نے اپنی زندگی میں اپنے اخراجات سے دو مسجد دو درسگاہ اور ایک شعبہ حفظ قرآن کا قائم کیا تھا۔

ان کے عقیدتمندوں میں دنیا کا ہر مسلمان ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو ان کی اس خدمت کو قبول کرے۔ اور جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

یہ بدر ہے!

یہیں

حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا تھا

شمس الحق ندوی

نگاہیں ایک دن بدر کے نقشہ پر پڑیں۔ بدر وہ، جہاں حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا تھا۔ نگاہیں تھوڑی دیر کے لئے نقشہ پر جم کر رہ گئیں پہاڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ اور انھیں جھلسے ہوئے پہاڑوں کے دامن میں وہ ریگ زار جو میدان کارزار بنا تھا حق و باطل کا۔ مشرقی کنارے کی طرف نظر گئی تو "العدوۃ الدنیا" نظر آیا جو اسلامی لشکر کی جگہ تھی۔ یہیں ٹوٹی پھوٹی چہار دیواری پر نظر پڑی جو اپنے دامن میں ان نفوس قدسیہ کو لئے ہوئے ہے جو اللہ و رسول کے عشق و محبت میں جان دینے کے لئے اس طرح شوق و وارفتگی کے ساتھ بڑھ رہے تھے جس طرح دودھ دینے والا جانور اپنے بچے کی طرف لپکتا ہے، جب دیر سے بچہ اس کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہو، اس مشہد مقدس پر نظر پڑنا تھا کہ تصور و خیالات کی دنیا میں گم ہو گیا، اس کی ایک ایک تصویر نگاہوں میں پھرنے لگی اور اپنے کھوٹے ایمان اور اللہ و رسول سے محبت کے جھوٹے دعوے کو شرم و ندامت کے پانی میں غوطے دینے لگی۔

میں نے دیکھا کہ جھلسا ہوا صحرا ہے، پانی کا دور دور پتہ نہیں، گرم ہواؤں کے تھپیڑے چل رہے ہیں تین سو تیرہ مجاہدین، ستر اونٹ اور دو گھوڑے میدان میں ہیں، سب پیاسے ہیں اور گرم ہوائیں چل رہی ہیں۔ ان مجاہدین کے قائد خود ساقی کوثر ہیں، یہ تصویر میری نگاہوں کے سامنے گذر رہی تھی کہ مجھے حفیظ جالندھری صاحب کے شاہنامۂ اسلام کی وہ نظم یاد آگئی جو انھوں نے "صحرا کی دعا" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس نظم نے دل کی کچھ اور ہی حالت کر دی، ہونٹ یوں حرکت کرنے لگے ؎

یہ تشنہ لب جماعت جب یہاں پر رک گئی آکر
دعا کی دامن صحرا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر
کہ اے صحرا کو آتشناک چہرہ بخشنے والے
رُخِ خورشید کو کرنوں کا سہرا بخشنے والے
ازل کے دن سے اب تک بھاڑ میں بھنتا رہا ہوں میں
صدائے رعد و باراں دور سے سنتا رہا ہوں میں
ہوا ہوں جب سے پیدا جان پانی کو ترستی ہے
مرے سینے کے اوپر آگ کی بدلی برستی ہے
میں سمجھا تھا مقدر ہو چکی ہے دھوپ کی سختی
مری قسمت میں لکھی جا چکی ہے سوختہ بختی
بنا یا رفتہ رفتہ سخت میں نے بھی مزاج اپنا
لیا ہر آبلہ پا سے زبردستی خراج اپنا
خبر کیا تھی الٰہی ایک دن ایسا بھی آئے گا
کہ تیرا ساقیٔ کوثر یہاں تشریف لائے گا
اگر یہ بات پہلے سے مجھے معلوم ہو جاتی
مرے دل کی کدورت خود بخود معدوم ہو جاتی
خبر کیا تھی یہاں تیرے نمازی آکے ٹھہریں گے
شہید آرام فرمائیں گے غازی آکے ٹھہریں گے
خبر کیا تھی ملے گی یہ سعادت میرے دامن کو
بنایا جائے گا فرشِ عبادت میرے دامن کو
خبر ہوتی تو میں شبنم کے قطرے جمع کر رکھتا
چھپا کر ایک گوشہ میں مصفا حوض بھر رکھتا
وہ پانی ان مقدس میہمانوں کو پلا دیتا
میں اپنی تشنگی دیدار حضرت سے بجھا لیتا
مرے سر پر سے گذرا نوح کے طوفان کا پانی
تاسف ہے کہ مجھ سے ہو گئی اس وقت نادانی
اگر رکھتا میں اس پانی کی تھوڑی سی خبرداری
تو ہو جاتا مری آنکھوں سے چشموں کی طرح جاری
یہ ستر اونٹ دو گھوڑے یہاں سیراب ہو جاتے
مجاہد بھی وضو کرتے نہاتے غسل فرماتے
حضور ساقی کوثر مری کچھ لاج رہ جاتی
مری عزت مری شرم عقیدت آج رہ جاتی

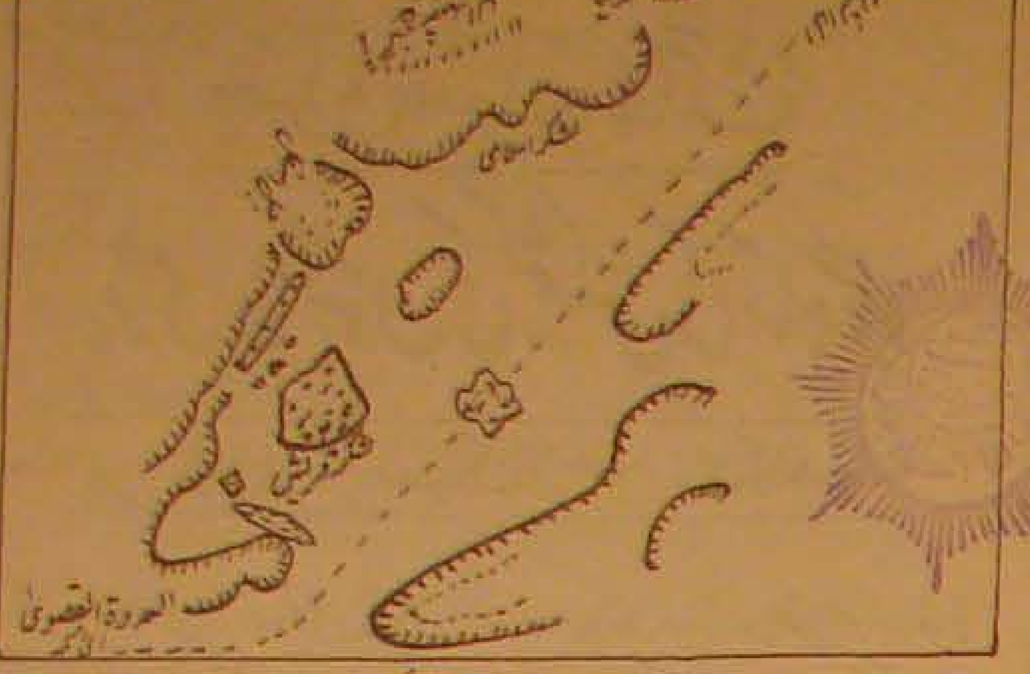

ترے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پر آئے
الٰہی حکم دے سورج کو اب آتش نہ برسائے
اگر اب میرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی
تو مجھ کو رحمۃ للعالمین ؐ سے شرم آئے گی
جلیل الشان مہمانوں کا صدقہ مہربانی کر
عطا ہر دو جہاں ان کے لئے تھوڑا سا پانی کر
برائے چند ساعت ابر باراں بھیج دے یارب
بہاراں بھیج دے یارب بہاراں بھیج دے یارب

اگر اب میرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی
تو مجھ کو رحمۃ للعالمین ؐ سے شرم آئے گی

زبان اس شعر کو بار بار دہرانے لگی اور دل میں ایک دھڑکن و اضطراب پیدا کرنے لگی، صحرا کو ساقی کوثر ؐ سے شرم آئے گی اور ہم کو......

اس خیال کا آنا تھا کہ اپنا سیاہ اعمال نامہ کھلی کتاب کی طرح سامنے آگیا! ان کی نماز عشق میدان کارزار میں ادا ہو رہی تھی ؎

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

اور ہماری نماز مسجد میں بھی مشکل سے ادا ہوتی ہے وہ ساقی کے چشم و ابرو کے اشارہ پر گردن کٹانے گھر سے دور بال بچوں سے دور۔ گردن کٹانے نکل آئے تھے اور شوق شہادت میں تلواروں کی دھار پر اپنی گردن رکھ دیتے تھے، کہ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن   نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

وہ وعدہ کے سچے عہد کے پکے، ہم وعدہ خلاف اور عہد کے کچے، ہم قوال و فعال، ہم الفاظ کے بادشاہ وہ حق و صداقت کے شاہکار، ہم گفتار وہ کردار، ہم صورت وہ حقیقت، ہوائے گرم آنے سے صحرا کو شرم آئے گی۔ اور ہمارا جب نبی کا سامنا ہوگا تو کیا منھ دکھائیں گے، شاید اسی تصور و احساس نے اقبال خوش نوا کو عشق رسول اور اعتراف قصور نے بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کرنے پر مجبور کیا ؎

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر   روز محشر عذر ہائے من پذیر
یا اگر بینی حسابم ناگزیر   از نگاہ مصطفیٰ ؐ پنہاں بگیر

سر ندامت سے جھکا ہوا تھا اپنی ایک ایک کوتاہی یاد آرہی تھی کہ فضا میں نعرۂ تکبیر کی صدا گونجی اور چونک گیا، نظر اٹھی تو تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں۔ خنجروں کی شپا شپ اور برچھی بھالوں کی چقا چق، گرزوں اور ڈھالوں کی باہمی ٹکرار سے شور محشر بپا ہو چکا تھا۔ صحابۂ کرام شوق شہادت میں ہتھیلی پر جان رکھ کر لشکر کفار میں گھس جاتے تھے اور جان کی ذرا پرواہ نہ ہوتی، میں نے دیکھا کہ ؎

اثر انداز تھا شوق شہادت جاں نثاروں پر
گلے بڑھ بڑھ کے رکھ دیتے تھے تلواروں کی دھاروں پر

میں نے دیکھا کہ دو کمسن نوجوان حضرت عبد الرحمن سے چپکے چپکے کچھ باتیں کر رہے ہیں حضرت عبد الرحمن نے کچھ اشارہ کیا میں دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں بجلی کی طرح ابو جہل پر جھپٹے اور آن کی آن میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا، مگر قریش کا ریلا بڑے زوروں سے ان کی طرف بڑھا، یہ کسی سخت معرکہ سے دوچار ہوئے تو شہید ہو گئے اور معاذ ابھی اپنا جوہر دکھا رہے ہیں کہ اچانک شانہ پر ایک تلوار پڑتی ہے اور ہاتھ کٹ کر الگ نہیں ہوتا بلکہ جھولنے لگتا ہے۔ اس حال میں بھی وہ بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے ہیں مگر لٹکتا ہوا ہاتھ رکاوٹ پیدا کر رہا ہے میں اس منظر کو دیکھ کر حیران

(بقیہ صفحہ پر)

عراق ایران جنگ
بڑی طاقتوں کی کشمکش کی آماجگاہ

از: مولانا نذر الحفیظ ندوی مقیم حال قاہرہ

عراقی لیڈر صدام حسین نے جنگ کا آغاز کرکے بھیانک غلطی کی ہے۔ انھوں نے اسرائیل سے جنگ کے بجائے اپنے پڑوسی ایران پر دست درازی کی ان کو خیال تھا کہ چند گھنٹوں میں ایران کا صفایا کرکے سارے عالم اسلام کے ہیرو بن جائیں گے۔ مگر ایرانیوں نے جس حکمت سے جنگ لڑی ہے اس کی وجہ سے زیادہ پیشقدمی ممکن نہ ہو سکی بلکہ زبردست جانی ومالی نقصان سے دوچار ہونا پڑا، اس صورت میں عراق میں سیاسی تبدیلی کا زیادہ امکان ہے۔ تازہ ترین اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک دونوں ملک اٹھارہ ارب ڈالر کا نقصان صرف پٹرول کے میدان میں اٹھا چکے ہیں جبکہ قیمتی اسلحے اور ان سے بھی زیادہ قیمتی انسانی جانوں کی تباہی وبربادی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ اس کی تلافی کی جاسکتی ہے۔

دوسری طرف ایران کی صورت حال نے اسلامی دنیا کو عجیب مخمصے میں ڈال رکھا ہے وہاں جس عجیب وغریب نوعیت کا انوکھا انقلاب آیا تھا اس نے ساری دنیا کو متوجہ کر دیا تھا مگر جس طرح اس انقلاب سے فائدہ اٹھانا چاہیے تھا وہ نہیں اٹھایا جاسکا اور سلبی پہلو اتنے غالب آگئے کہ اس نے تباہی وبربادی کی آخری منزل پر ایران کو لاکر کھڑا کر دیا۔ اس میں سب سے زیادہ خطرناک کھیل یرغمالیوں کا تھا جس میں ایران بُری طرح ناکام رہا۔ اگر یہ کھیل نہ کھیلا جاتا جب بھی امریکہ جیسے ازلی دشمن کو شکست دی جاسکتی تھی۔ مگر یرغمالیوں کی طویل موجودگی نے ایرانی انقلاب کی کمزوریوں کو نمایاں کر دیا، اب حال یہ ہے کہ ایران یرغمالیوں کو رہا کرنا چاہتا ہے مگر امریکہ کو بظاہر کوئی دلچسپی نہیں جب کہ ایران عجلت سے کسی طرح اس مسئلہ سے پیچھا چھڑا کر فوجی ساز وسامان حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ جنگ کے میدان میں تیزی دکھا سکے، اگر یرغمالی نہ ہوتے تو جنگ کی نوبت ہی نہ آتی، لیکن دونوں بڑی طاقتوں کی سازش سے جنگ کا یہ کھیل کھیلا گیا۔ اگر امریکہ خود ایران پر چڑھ دوڑتا تو ایران کی ایسی غیر معمولی تباہی وبربادی نہ ہوتی جو اس وقت عراق کے ہاتھوں اس کو اٹھانی پڑ رہی ہے لیکن ایران جیسی چھوٹی حکومت اگر کسی بڑی طاقت پر غلبہ حاصل کرنا چاہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ چھوٹی طاقت بڑی طاقت میں تبدیل ہو جائے گی۔ ظاہر ہے یہ کھیل اتنی آسانی سے کھیلنا ممکن نہیں ہے، دوسری طرف ایران جنگ کے دہانے میں ہوتے ہوئے بھی اس سیاسی مہارت اور مکمل اتفاق اور قومی ہم آہنگی سے محروم ہے جس کی توقع جنگ کے نازک موقع پر کسی ذہین وفطین قوم سے کیجاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک طرف تو ایران موت وحیات کی جنگ لڑ رہا ہے۔ نہ صرف اس کی اقتصادی شہ رگ کاٹی جا رہی ہے بلکہ رگ جان تک بات آگئی ہے۔ مگر ان نازک حالات پر بحث کرنے کے بجائے ہفتوں پوری ایرانی پارلیمنٹ یرغمالیوں کے مسئلہ پر کوئی ایک پالیسی اپنانے میں ناکام ہو جاتی ہے اور پھر جب بعد از خرابی بسیار ایک نتیجہ تک پہونچتی ہے تو ان چار شرطوں میں کوئی اضافہ یا کمی نہیں کرتی جو خمینی نے بہت پہلے مقرر کر دی تھی، پھر جب تک فیصلہ کیا جاتا ہے اس وقت تک معاملہ بہت آگے بڑھ چکا تھا، یعنی کارٹر جیسے دشمن نمبر ایک کو اس کے باوجود انتخابات میں شکست فاش ہو گئی حالانکہ ایرانی قیادت نے آخری بازی لگادی تھی۔

یہ جنگ کب ختم ہو گی یہ تو بڑی طاقتوں کی مرضی پر منحصر ہے مگر اس جنگ کے نتیجہ میں مشرق وسطیٰ میں تبدیلی کی زبردست ہوائیں چلنے لگی ہیں۔

ان میں پہلی تبدیلی تو یہ ہوئی کہ خلیج کی جو حکومتیں بڑی طاقتوں کی موجودگی کو اس علاقہ میں ناپسند کرتی تھیں وہی اب ان طاقتوں کو مدد کے لئے آواز دے رہی ہیں اور اپنی حکومت بچانے کے لئے غیر ملکی فوجی طاقت کو سہولتیں دینے پر تیار ہیں۔ اس طرح بغیر مطالبہ کے بڑی طاقتوں کو اس جنگ کے نتیجہ میں وہ زبردست مراعات حاصل ہو رہی ہیں جو ان کے تصور میں بھی نہ تھا۔ مثال کے طور پر عرب ملکوں نے جنگ سے قبل فیصلہ کیا تھا کہ وہ پٹرول کی پیداوار میں دس فیصدی کمی کر دیں گے۔ مگر عراق وایران کی جنگ سے جب بڑی طاقتوں کو پٹرول کی سپلائی متاثر ہوئی تو اندیشہ ہونے لگا کہ یہ طاقتیں جنگ میں کود پڑیں گی اور پھر خلیج ہی نہیں پوری دنیا کا امن تہ وبالا ہو جائے گا اور خود عرب ممالک بھی تباہی وبربادی سے نہ بچ سکیں گے اسی بنا پر پٹرول کی پیداوار میں انھوں نے خود بخود اضافہ کر دیا مزید برآں فوجی سہولتیں دینے کی پیشکش کروں۔ کویت، سعودی عرب اور سلطنت عمان کی پالیسی اس کی غمازی کرتی ہے، دوسری طرف ایران وعراق کی جنگ سے شامی قاتل وسفاک حافظ الاسد اپنے کو تنہا محسوس کرنے لگے، انھیں اندیشہ ہو گیا کہ اگر عراق جنگ میں غالب آجاتا ہے تو پھر اس کی حفاظت ممکن نہیں اس سے گھبرا کر اس نے روس سے ایک غیر معمولی معاہدہ کر لیا اور عراق کے مقابلہ میں ایران کی مدد کا اعلان کر دیا، اس سے قطع نظر کہ اس امداد سے ایران کو کیا فائدہ ہوگا خود شام کا وجود دوسرے افغانستان میں تبدیل ہو گیا ہے اور اس وقت جو صورت حال افغانستان کی ہو گئی ہے وہی بہت جلد شام کی ہونے والی ہے یعنی شامی اکثریت کی مخالفت سے نمٹنے کے لئے روس فوجی مداخلت کرکے تباہی وبربادی پھیلائے گا، اور اس کو اپنا مرکز بنا کر ایک طرف ترکی کو گھیر لے گا، دوسری طرف افغانستان کے بعد پاکستان اور خلیجی ممالک اس کے حصار میں آجائیں گے اس طرح روس کا ہلالی منصوبہ پورا ہو جائے گا۔ اس منصوبے میں بڑی مدد لیبیا کے مجنوں کرنل قذافی سے حاصل ہو رہی ہے۔ بظاہر اس منصوبے کی تکمیل میں کوئی چیز مانع نہیں ہو رہی ہے بجز امریکی پیش قدمی کے، اس کی مصلحت اجازت دے جہاں تک اسلامی ملکوں کو غلام بنانے کا تعلق ہے اسکے بارے میں تمام استعماری طاقتیں متفق ہیں صرف اسلوب کا فرق ہے۔

عراق وایران کی جنگ سے دوسری تبدیلی مسئلہ فلسطین کے سلسلہ میں ہوئی ہے کہ اب اسرائیل کا سارا پروپیگنڈہ اس بات پر ہے کہ مشرق وسطیٰ کا [illegible] اسرائیل کی وجہ سے نہیں بلکہ خود عرب ملکوں کی آپس کی چپقلش کی وجہ سے ہے۔ اب اسرائیل کم از کم ۵۰ سال کے لئے مسئلہ فلسطین کی طرف سے مطمئن ہو گیا ہے، اس نے پہلا شگاف مصر کی طرف سے بند کر دیا جو اس کے وجود کے لئے اصل خطرہ تھا۔ شام کی طرف سے تو ۱۹۷۳ء کی جنگ کے بعد ہی سے اس کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے، اگر ہوگا تو حافظ الاسد کی عدم موجودگی سے ہوگا خود اسرائیل کے ساتھ بڑی طاقتیں حافظ الاسد اور اسکی ٹولی کو ہمیشہ برسر اقتدار رہنے کی ضمانت فراہم کرنے پر تیار ہیں۔ اگر تیسرا خطرہ امکانی حد تک ہو سکتا تھا تو وہ عراق تھا، لیکن اس کی طرف سے بھی عرصہ تک کے لئے ٹل گیا ہے، تبدیلی کی ان تیز وتند ہواؤں کے درمیان خود عرب ممالک کی حیثیت ایک تنکے سے زیادہ نہیں رہ گئی ہے۔ ان سنگین سیاسی وفوجی واقعات کا عکس پندرہویں صدی ہجری پر کب پڑے گا اور کیا اس علاقہ میں کار فرما نظریاتی کشمکش کا بھی فیصلہ ہوگا اور مستقبل میں اس کے کیا نتائج نکلیں گے اس کی پیشین گوئی کرنے کی ضرورت نہیں، اندرونی حالات پر گہری نظر رکھنے والے خود اس کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مولانا قاری ودود الحق کے مخلص، معتقد ودوست ندوۃ العلماء کے مخلص معاون حاجی بلال صاحب پترا والا بمبئی کے بھائی، اہلیہ، چھوٹی بچی، بہن کار کے حادثہ میں شہید ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ گجرات سے بذریعہ کار بمبئی آرہے تھے کہ راستہ میں کار ٹرک سے ٹکرا گئی اور یہ حادثہ جانکاہ پیش آیا۔ خود حاجی صاحب اور ان کا لڑکا اسحاق اس حادثہ میں شدید طور سے مجروح ہوئے۔

حاجی صاحب حضرت مولانا علی میاں صاحب کے عقیدتمندوں میں ہیں اور ندوۃ العلماء کے بڑے مخلص ومعین ہیں۔ مولانا عبد اللہ عباس ندوی معتمد تعلیمی ندوۃ العلماء حجاز سے آتے ہوئے تعزیت کر گئے۔ حاجی صاحب کو مولانا سے بڑا تعلق ہے۔ ندوۃ العلماء میں یہ خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ سُنی گئی۔ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی، قارئین تعمیر حیات سے بھی درخواست ہے کہ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

حادثہ جانکاہ ہے، اللہ تعالیٰ پس ماندگان کو صبر وبرداشت کی توفیق بخشے اور تڑپتے دلوں کو سکون بخشے۔ آمین!

یہ فیض ہے اس اُمّی لقب کا

از: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ترجمہ: جاوید اقبال متعلم ندوہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ دوحہ قطر میں ہونے والی تیسری عالمی سیرت کانفرنس میں جانے والے وفود کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے یہ تقریر فرمائی جس میں ولی عہد ریاست بھی موجود تھے۔

عالی مرتبت جناب ولی عہد صاحب، علمائے کرام اور حاضرین!

میرے لئے یہ بڑے فخر ومسرت کی بات ہے کہ مجھے بلاد عربیہ اور ممالک اسلامیہ کے علماء ودانشوروں اور بزرگ واہم شخصیتوں کی نمائندگی اور نیابت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ مجھے اس عظیم الشان سیرت کانفرنس میں تقریر کرنے، آپ حضرات کے سامنے بولنے اور اظہار خیال کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی، الحمد للہ اس نیک خدمت کو انجام دیتے ہوئے، اسے اپنے لئے سعادت ونیک بختی، خوش قسمتی اور شرف وعزت کا ذریعہ سمجھ رہا ہوں کیونکہ اس کانفرنس کی نسبت اور اس کا محور ومرکز جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، اور آپ حضرات نے مجھے اپنی نمائندگی اور نیابت کا شرف عطا کرکے مساوات انسانی اور اخوت اسلامی کا عملی مظاہرہ کیا ہے جس کی طرف اسلام نے بلایا اور دعوت دی ہے اور جس کا اس نے ایسا عملی نمونہ کر دکھایا ہے جس کی نظیر پوری تاریخ انسانی کے اندر نہ ملی ہے اور نہ ملے گی۔ مزید برآں آپ حضرات نے اس عمل کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی یسعیٰ بذمتہم ادناہم (ان کا معمولی بھی ان کے حقوق اور ذمہ داری پوری کرتا ہے) کو عملی جامہ پہنایا۔

سامعین کرام! نعمت کی شکر گذاری اور احسان شناسی، انسان کے عمدہ اور اچھے اوصاف میں سے ہے اور اسی کو آسمانی شریعت اور اخلاقی تعلیم نے بہترین اخلاق قرار دیا ہے۔ بعینہ ناشکری اور احسان ناشناسی بھی ان بُرے اور گرے ہوئے اخلاق کی قبیل سے ہے جس کو آسمانی شریعتوں نے بھی بُرا اور گرا ہوا اخلاق بتایا ہے اور جسے فطرت سلیم نے بھی تسلیم کیا ہے اور عقل مستقیم نے بھی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "لئن شکرتم لأزيدنكم ولئن كفرتم ان عذابي لشديد" (اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا۔ اگر تم ناشکری کروگے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے)۔

اور ناشکری اور احسان ناشناسی کے متعلق یوں متنبہ کرتا ہے "الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله كفرا واحلوا قومهم دار البوار" (کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنھوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہونچایا۔

حضرات! پہلی سیرت کانفرنس پاکستان میں منعقد ہوئی جو اعتراف نعمت اور احسان شناسی کی پوری پوری آئینہ دار تھی، یہ بعثت محمدی کا صدقہ وطفیل نہیں تو اور کیا ہے کہ جس نے برصغیر ہند میں نومولود مسلم قوم کو، جس کے وجود وپیدائش کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں مقدر کر دیا تھا اور مجھے فخر ہے کہ میں بھی اس کا ایک فرد ہوں، وہم پرستی اور بت پرستی سے محفوظ رکھا جس نے اس کو لغو وخرافات چیزوں سے بچایا جس نے ظلمتوں وتاریکیوں سے باہر نکالا اور صرف نکالا ہی نہیں بلکہ اسے "صراط مستقیم" پر پہونچایا اور رشد وہدایت کی راہ دکھلائی، میں صاف گوئی سے کہنا چاہوں گا، مجھے یہ کہنے کا پورا پورا حق ہے اور میں اپنی قوم پر گواہ ہوں کہ الحمد للہ یہ بعثت نبوی کا فضل وکرم ہے جس نے ہم مسلمانان ہند کو برصغیر میں گائے، پتھر، درخت، دریا وغیرہ کی پرستش اور گوبر ولید جیسی غلیظ چیزوں کی تقدیس واحترام کرنے سے بچالیا، بلاشبہ اس کا، اس مسلم قوم پر یہ ایک بہت عظیم احسان ہے۔ لہٰذا اس مسلم قوم کا فرض تھا کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس اور فطرت سلیم کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ادائے شکر کے طور پر، اس سیرت کانفرنس کو اپنے کسی شہر میں منعقد کرے۔

اس کے بعد دوسری سیرت کانفرنس ترکی میں ہوئی جو احسان شناسی اور شکر نعمت کی ایک زندہ مثال اور ایک جیتی جاگتی تصویر ہے، بلاشبہ آپ کی بعثت ہی کا یہ انعام واحسان ہے جس نے ترکوں کو سفید بھیڑیے کی پرستش سے بچالیا اور بچایا ہی نہیں بلکہ اس نے، اس شجاع ودلیر اور فطری صلاحیتوں سے مالامال قوم کو تنگ اور محدود دائرہ سے نکالا جہاں وہ ساری دنیا سے فکر کی بلندی اور انسانی تعلیم وتربیت سے بالکل ناواقف تھی۔ بالآخر اسی نے، اس ترک قوم کو سیادت وقیادت کے اس بلند مقام تک پہونچا دیا اور اس کو وہ مرتبہ عطا کیا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ دسویں صدی ہجری کا وہ عہد یاد کیجئے اور وہ منظر اپنی نگاہوں کے سامنے لائیے جب کہ ترکوں نے تقریباً پورے عالم اسلامی کی قیادت کی اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ انھیں حرمین شریفین کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ عثمانی شہنشاہ سلیم اول کے بارے میں تو مشہور ہے کہ دمشق کی کسی مسجد کے امام نے خطبہ دیتے ہوئے جب شہنشاہ سلیم کا ذکر کیا اور اسے بادشاہ حرمین شریفین کہا تو شہنشاہ نے جائے نماز ہٹائی اور زمین پر سجدہ میں گر گیا اور کہا نہیں، میں حرمین شریفین کا بادشاہ نہیں بلکہ میں تو حرمین شریفین کا ایک ادنیٰ خادم ہوں لہٰذا اس غیور مسلم قوم جس کے رسالت محمدی اور تعلیمات محمدی پر غیر متزلزل ایمان کی راہ میں کوئی طاقت حائل نہ ہو سکی، کا یہ فرض تھا کہ وہ اس کانفرنس کو اپنے یہاں منعقد کرے یعنی اسلام کے تاریخی شہر استنبول میں۔

اور یہ تیسری کانفرنس زمان ومکان کے لحاظ سے بروقت اور برمحل منعقد ہو رہی ہے، یعنی پندرہویں صدی ہجری کے آغاز پر، اور جزیرۃ العرب میں! اس جزیرہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کی نعمتوں کی قدر کرے، اس کے اس احسان کا اعتراف کرے اور ناشکری نہ کرے، میں مزید وضاحت سے صاف صاف کہنا چاہوں گا ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

حضرات!

میں کہنا چاہوں گا کہ اے جزیرۃ العرب! کہیں تو اس عظیم نعمت کو بھلا نہ دے جس نے تجھے گمنامی کی دنیا سے باہر نکالا، جس نے تجھے فتنہ وفساد سے بچایا، لڑائی جھگڑے سے حفاظت کی اور پھر جس نے تجھے مٹی سے سونا اور پتھر سے ہیرا بنا دیا، حالانکہ تیرا یہ حال تھا کہ تو جہالت اور اخلاقی گراوٹ میں سرگرداں تھا۔ عباسی خلیفہ ہارون رشید کا وہ مقولہ یاد کیجئے جس وقت کہ انھوں نے بادل کا ایک ٹکڑا اپنے اوپر سے گذرتا ہوا دیکھا اور جب ان کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ بغداد میں برسنے کا نہیں تو اس سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اے۔۔۔۔ بادل کے ٹکڑے جا!۔۔۔۔ اور تیرا جہاں جی چاہے جا اور برس تیرا خراج تو میرے پاس ہی آئے گا۔ بخدا ہارون رشید کو اگر عمر نوح بھی مل جاتی تو ان کو اس وسیع وعریض اسلامی مملکت کا جس کا نہ کوئی سرا تھا اور نہ کوئی انتہا، مالک ہونا تو درکنار، انہیں بغداد وعراق کا بھی مالک ہونا نصیب نہ ہوتا۔ خدا کے بھروسہ واعتماد کے ساتھ میں دعوے سے کہتا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں، اگر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بھی عمر نوح دے دی جاتی جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑے علم وفضل سے نوازا تھا اور خود اللہ کے رسول نے ان کے لئے یہ دعا مانگی "اللهم علمه الكتاب وفقهه في الدين" (خدایا ان کو کتاب اللہ کا علم اور دین کی سمجھ عطا فرما) بلکہ میں ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کو بھی عمر نوح مل جاتی اور خدانخواستہ بعثت محمدی کا ظہور نہ ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ نہ اس بخشش وانعام سے نوازتا، نہ انھیں مکہ کی سرداری مل پاتی اور نہ ہی وہ مکہ مکرمہ میں اپنا سر اٹھا سکتے چہ جائیکہ اس عظیم الشان اسلامی دنیا کی مملکت کا میسر ہونا۔ لہٰذا اس جزیرہ میں جو کچھ بھی ہے وہ بعثت محمدی ہی کا فیضان وانعام ہے ؎

بہار اب جو گلشن میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھیں کی لگائی ہوئی ہے

اس وقت مجھے شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر یاد آرہا ہے جو اسلام کی جوانمردی وبہادری کی پوری پوری ترجمانی اور عکاسی کرتا ہے، فرماتے ہیں ؎

از دم سیراب آں اُمّی لقب
لالہ رُست از ریگ صحرائے عرب

ترجمہ: جب بعثت نبوی کی باد بہاری کا ایک جھونکا چلا اور آپ کے دہن مبارک سے آب حیات کا ایک قطرہ بہہ کر گرا تو اس سے باغات لہلہا اٹھے صحرا سبزہ زار ہو گئے حتیٰ کہ صحرائے عرب سے بھینی بھینی اور ہلکی ہلکی ہوائیں چلنے لگیں۔

بھائیو اور دوستو!

سوچنے اور غور وفکر کرنے کا مقام ہے، میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ ماضی بعید کے حالات کا جائزہ لیں، زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، ماضی قریب ہی کو لے لیں، یہ کل کی بات ہے اور روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ چودہویں صدی تک کا مسئلہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ بتائیے! اس وقت جزیرۃ العرب کہاں تھا؟

عرب قوم کا کیا حال تھا؟ متحدہ عرب امارات جس کے ساتھ ہماری نیک تمنائیں وابستہ ہیں اور جس کے لئے ہماری دعائیں ہیں، کہاں تھی؟ پاکستان و ایران کس حال میں تھے، مملکت سعودیہ عربیہ کہاں تھی؟ اللہ تعالیٰ اس کی فتنہ و شر سے حفاظت فرمائے، ہم اس مبارک محفل میں جس کا سلسلۂ نسب سیرت نبوی اور سنت نبوی پر ختم ہوتا ہے، کہاں جمع ہوتے؟ خواہ صدیاں بیت جاتیں، ہزاروں سال گذر جاتے، خواب دیکھنے والے بیٹھے بیٹھے خواب اور ادبا کتابوں کے دفاتر تیار کر ڈالتے، شعراء کرام غزلیں اور عمدہ عمدہ اشعار کہہ ڈالتے، جیوتشی و نجومی پیشین گوئیاں کر ڈالتے اور کاہن دور دور کی کوڑیاں بھی ڈھونڈ لاتے، تب بھی یہ اُن کے بس کا نہ تھا کہ وہ اتنا اندازہ بھی لگانے پر قادر ہوتے کہ کبھی اس قوم کا، اور اس جزیرہ کا جھنڈا دنیا میں بلند ہوگا، یا اس کی بات پر بھی کبھی کان دھرا جائے گا، معزز سامعین! یہ جو کچھ آپ کے گرد و پیش ہے جب بعثت محمدیؐ ہی کی دین ہے تو اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس عظیم احسان کے ممنون و شکر گذار ہوں اور اس کے اس فضل و انعام کو فراموش نہ کریں اور اس تاریخی اور کھلی حقیقت کا اعتراف بلکہ اقرار کریں جو نہ جھٹلائی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کا انکار کیا جا سکتا ہے۔

آج ہم بعثت محمدیؐ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ ہی کے خوانِ نعمت سے خوشہ چینی کر رہے ہیں جو ساری انسانیت کے لئے بچھا دیا گیا ہے اور جسے انسانیت کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھایا ہے۔ اگر آپ کی بعثت نہ ہوئی ہوتی تو میں ولی عہد صاحب کے بغل میں نہ بیٹھ سکتا اور نہ گفتگو کر پاتا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بعثت نبویؐ نہ ہوئی ہوتی تو میں کیا، میری کیا حیثیت، مجھ سے بڑا اور بزرگ اور مجھ سے زیادہ ذی علم شخص بھی اس معجز زبان میں اس قرآنی زبان میں بولنے اور گفتگو کرنے کی توفیق نہ پاتا، یہ سارا کا سارا احسان ہے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کا، اور فضل و انعام ہے بعثت محمدی علیہ الف الف تحیۃ وسلام کا، کیا آپ اس حقیقتِ جاوداں کو بھول جائیں گے۔

برادرانِ ملت! اس کانفرنس کا یہی پیغام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہمارے پاس مشیت ایزدی اور اذن الٰہی سے لائے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر ہمیں جو کچھ بھی کتاب و سنت شریعت مطہرہ اور آپ کی بعثت سے ملا ہے، اس کا ہم سب کو صدق دل سے اعتراف کرنا چاہئے اور صرف اعتراف ہی نہیں بلکہ اپنے قول سے، اپنے عمل سے، اپنی زبان سے اور ہر طرح سے ثابت کر دکھانا چاہئے۔ حضرات! میں کہوں گا کہ اگر اس کانفرنس کا کوئی پیغام ہے تو وہ اسلامی عرب سوسائٹی سے تضاد کا دور کرنا ہی ہے جو اس سوسائٹی کے سینہ کا روگ ہو گیا ہے، مجھے معاف کیا جائے، میں کانفرنس اور اس کے ماہرین، تجربہ کار وفود کی زبان میں اور دعوت اسلامی کی اس زبان میں کہنا چاہوں گا ؎

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

حضرات! مجھے اجازت دیجئے میں کہنا چاہوں گا کہ الحمد للہ! آج ہماری بیماری نہ کفر ہے نہ شرک، بلکہ ہماری بیماری نفاق ہے اور صرف نفاق ہے جو اس سوسائٹی کے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے اور جس نے اس کو اُٹھنے اور حرکت کرنے سے عاجز کر دیا ہے حتیٰ کہ دنیا میں اس کو اپنا پیغام عام کرنے، اسلام کی حقیقی اور صحیح نمائندگی کرنے سے روک رکھا ہے۔ جس کا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اس نفاق کا شکار اور مہلک و جان لیوا بیماری کا ہدف و نشانہ بن گئی ہے جس کی بنا پر وہ گمنامیوں و تاریکیوں میں بھٹک رہی ہے اور جہالت و خرافات میں سرگرداں ہے۔

میں ہارون رشید کے اس مقولہ سے استشہاد پیش کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ ایسا وقت آ جائے کہ اسلام کے پاس ایک بالشت زمین بھی نہ رہ جائے لیکن توحید، ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا عقیدہ (جس سے بہتر و برتر پاکیزہ و واضح اور بے داغ عقیدہ نہ انسان نے آج تک جانا اور نہ سنا ہے) مسلمانوں کے پاس محفوظ رہ جائے تو اس پر مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اسلام کے پاس اگر یہ عقیدہ ہے (اور خدانخواستہ وہ ایک بالشت زمین کا بھی مالک نہ رہ جائے) تو یہ ایسی دولت اور ایسا خزانہ ہے جو فی الحقیقت اس کی اصل پونجی اور اس کا حقیقی سرمایہ ہے اور اس کے آگے دنیا کی تمام چیزیں کمتر و ہیچ ہیں، یہی اسلام کا سرچشمہ ہے جس کے ذریعہ بندہ و رب کا رشتہ قائم رہتا ہے در اصل یہی راز ہے مسلمانوں کا اس پر فخر کرنے کا، کیونکہ عقیدہ ہی اسلام کی پہلی دین اور اس کا اولین تحفہ ہے جس پر ہم سب کو فخر و ناز ہے اور یہی ہمارے غلبہ و تفوق کا راز ہے۔ ہمیں اس صدق کا آغاز اخلاص و للّٰہیت اور صدق کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ صدق ہی میں ہماری نجات ہے اور سچائی ہی میں ہماری بھلائی ہے اور پھر اسی کے بدولت ہمیں جائے پناہ اور نجات مل سکتی ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (ولا ملجأ و لا منجا من اللہ الا الیہ)

میں نے یہ بات بادشاہانِ عرب اور رؤسائے عرب سے کہی اور بار بار کہی، زبانی طور سے بھی، اور تقریر و تحریر سے بھی، اور خدا نے چاہا تو آئندہ بھی یہ کہوں گا اور اس سلسلے میں تقریر بھی کروں گا اور لکھوں گا بھی۔

اس مصیبت و پریشانی کے دور میں جبکہ ہر نفس مارے ہیبت و دہشت کے کانپ رہا ہے آج جن حالات کا ہم کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور جن خطرات سے ہم آج دوچار ہیں، اس سے اگر کوئی ہے جو ہم کو بچائے اور نجات دلائے تو وہ صرف اطاعت الٰہی و خدا کے در پر اپنے آپ کو ڈال دینا اور "صدق مع اللہ" کا رویہ اپنانا ہے۔ یہ جلسے یہ میٹنگیں، یہ کانفرنسیں، جن کی اہمیت و افادیت کا مجھے انکار نہیں، اور یہ تقاریر، یہ لکچرس، یہ اخبارات و جرائد اور یہ پروپیگنڈے چنداں ہمارے کام کے نہیں اگر کوئی چیز ہے جو ہم کو بچائے تو صرف "صدق مع اللہ" ہے۔ لہٰذا ہمیں کسی دوسرے سے قبل اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ صدق و سچائی کا رویہ اپنانا چاہیئے اور پھر ہمیں اپنے ساتھ، اپنے نفس کے ساتھ، اپنے ضمیر کے ساتھ صدق و سچائی کا رویہ رکھنا چاہیئے کیونکہ خود ہمارے اندر ہی ایک رقیب و نگراں موجود ہے۔

اگر آپ ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ ساتویں آسمان سے آپ کے لئے مدد و نصرت کے دروازے کھول دے گا اور آپ دیکھیں گے کہ کس طرح مدد و نصرت نازل ہوتی ہے اور کس طرح یہ گھنگھور گھٹائیں چھٹ جاتی ہیں اور پھر کس طرح ظلمت و تاریکی کے بادل صاف ہوتے ہیں اور پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں کس طرح ماہ نور و ہدایت طلوع ہوتا ہے۔ حضرات! اگر میں صراحت سے اپنی بات کا اظہار نہ کروں تو کسی دوسرے سے قبل اپنے ضمیر کے ساتھ ناانصافی کرنے والا ہوں گا۔

میں محترم شیخ عبد اللہ ابراہیم صاحب کا شکر گذار ہوں جو اس کانفرنس کے اصل داعی ہیں اور جنھوں نے اس کانفرنس کا نقشہ مرتب کیا تھا اور میرے یہاں حاضر ہونے میں در اصل ان ہی کا ہاتھ ہے، اسی طرح میں امیر قطر اور ولی عہد صاحب کا شکر گذار ہوں اور انھیں یہاں اتنی بڑی تعداد کے شریک ہونے پر اور اس کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہاں جو اتنی بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوئے ہیں وہ صرف آپ لوگوں کے اخلاص اور محنت و مشقت کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد و نصرت فرمائے اور ظاہری و باطنی دونوں طرح کے فتنوں سے آپ کی حفاظت فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

حوصلے اور عزائم

از: عبد المنان عزتم بہرائچی ندوی مرحوم

دوستو! آؤ کہ ظلمت کی ردا چاک کریں
سوزِ الفت سے ہر سمت چراغاں کردیں

چھیڑ کر سازِ تمنا پہ ترانے دل کے
ساری مخلوق کو اک بار غزل خواں کردیں

دے کے دنیا کو خلوص اور وفا کا احساس
ظلم کی آہنی دیوار کو لرزاں کردیں

"حوصلے اور عزائم" کا سہارا لے کر
مشکلیں امتِ مرحوم کی آساں کردیں

کب سے بے نور ہے پیار اور محبت کا چمن؟
خونِ دل دے کے ذرا جشنِ بہاراں کردیں

تا بکے گردشِ ایام کا رونا یارو!
آؤ گردش میں کہ اس درد کا درماں کردیں

سارا عالم ہے گرفتارِ طلسمِ ظلمات
شمعِ ایمان و یقیں کیوں نہ فروزاں کردیں

بخش کر سرخیِ خوں، اور وفاؤں کی مہک
خارزاروں کو بھی فردوس بداماں کردیں

موڑ دیں ظلم کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا رُخ
موجِ دریائے مصیبت کو پشیماں کردیں

ذرہ ذرہ میں نظر آئے جمالِ انساں
حسنِ کردار کو اس درجہ نمایاں کردیں

غم کے لب پر بھی مسرت کے کنول کھل جائیں
دوستو! ایسا کچھ اندازِ گلستاں کردیں

لیونید بریژنیف کے پیش کردہ امن منصوبہ پر

ردِ عمل

(محمود حکیم)

لیونید بریژنیف سربراہ روس نے ہندوستان کی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے خلیج کی جنگ پر اپنا پانچ نکاتی امن منصوبہ پیش کیا تھا اور اس کی تائید وزیر اعظم ہند نے بعد کے بیانات سے کی تھی اس پر اس علاقہ کے لیڈروں اور اخبارات کا سخت ردعمل تھا امارات کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ رشید عبد اللہ نے روسی تجویز پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ روس اگر واقعی چاہتا ہے کہ اس علاقہ میں بڑی طاقتیں مداخلت نہ کریں تو اسے اپنی نیک نیتی کا ثبوت دینے کے لئے افغانستان سے اپنی فوجیں ہٹانا ہوں گی۔ بحرین کے وزیر اطلاعات نے کہا کہ ملک اس منصوبہ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ہم اپنی سلامتی کے خود ذمہ دار ہیں۔ کویت کے وزیر مملکت عبد العزیز حسین نے کہا ہے کہ کویت کا موقف ہمیشہ یہ رہا ہے کہ خلیج کو غیر ملکی فوجی موجودگی سے پاک علاقہ ہونا چاہیئے سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ سلطان نے ایک انٹرویو میں کہا کہ تمام عرب ملکوں کو مشترکہ دفاعی حکمت عملی اپنانی چاہیئے اور دو طرفہ سلامتی کا معاملہ صرف خلیج تک محدود نہیں ہونا چاہیئے۔

قطر سے شائع ہونے والا GULF TIMES نے بریژنیف کی صداقت کی دلیل پر زور دیتے ہوئے تجویز پیش کی کہ روس اپنی فوجوں کو پہلے افغانستان سے ہٹائے اور روس مزید اس بات کا اطمینان دلائے کہ اس کو اس علاقہ میں غیر ملکی اڈوں کے قیام میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو اس علاقہ میں ایٹمی توانائی فراہم کرنے میں کوئی دلچسپی ہے۔ اخبار مزید لکھتا ہے کہ ہم روس سے صرف اپنے مخصوص حقوق کا احترام اور پٹرول کی حفاظت اور ناوابستگی کی ضمانت چاہتے ہیں۔

اخبار مزید لکھتا ہے کہ خلیجی ممالک آزادیٔ افغانستان پر یقین رکھتے ہیں، افغانستان کی آزادی اس علاقہ کے امن کی ضمانت اور مشرق و مغرب کے لئے پٹرول کی برآمد شرط اولیں ہے۔

کویت ٹائمز نے امن منصوبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بغیر کسی بیرونی مداخلت کے خلیج کے علاقہ کے امن کے لئے اولیں ذمہ داری ہے اور اس پر تمام ممالک متفق ہیں۔

امارات سے شائع ہونے والا اخبار الخلیج نے اس علاقہ کی حکومتوں کو آپس میں مشورہ کرنے کی بات کہی ہے اور درپیش خطرات و چیلنج میں تبادلۂ خیال کی دعوت دی ہے۔

اخبار وحدت نے خبردار کرتے ہوئے لکھا ہے مفادات دوسروں کے مفادات پر منحصر ہیں اور اپنی بات پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ خلیجی ریاستوں نے اپنے علاقہ کی ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھایا ہے اور اس کو بڑی طاقتوں کی کشمکش سے بالاتر رہنا چاہیئے۔

روس کے اس منصوبہ کی پذیرائی کمیونسٹ یا نیم کمیونسٹ ہی نے صرف کی ہے اور کسی بھی طبقہ کی جانب سے اس کی تائید نہیں۔ ۔۔ مغربی جرمنی نے بھی اس کو رد کر دیا انھوں نے کہا کہ روس کو اس منصوبہ کے بارے میں پیش رفت سے پہلے افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانی چاہئیں اور پائیدار امن حق خود ارادیت کی بنیاد پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔

امریکہ، چین، جاپان کسی نے بھی اس کی حمایت نہیں کی ہے بلکہ ان ممالک کا بھی اس پر ردعمل سخت تھا۔

مکہ کی اسلامی سربراہ کانفرنس میں ۴۲ ممالک شریک ہوں گے۔ افغانستان اور مصر کی نشستیں خالی رہیں گی۔

اسلامی سربراہ کانفرنس ۲۵ر جنوری سے مکہ میں شروع ہوگی اور اس نے اپنی کارروائی طائف میں جاری رکھی ہے۔ کانفرنس کے سکریٹری جنرل حبیب شطی نے بتایا کہ سربراہ کانفرنس کی تیاری کے لئے وزرائے خارجہ کا اجلاس ۱۸ر جنوری کو ہوگا انھوں نے بتایا کہ تمام ۴۲ رکنی ممالک کے سربراہان سوائے مصر کے اجلاس میں شرکت کریں گے۔ واضح رہے کہ مصر کی رکنیت معطل کر دی گئی تھی نیز انھوں نے توقع ظاہر کی کہ لیبیا بھی اجلاس میں شرکت کرے گا باوجودیکہ سعودی عرب سے اس کے سفارتی تعلقات منقطع ہو چکے ہیں انھوں نے بتایا کہ چونکہ تنظیم نے روس نواز افغانستان انتظامیہ کو تسلیم نہیں کیا ہے اس لئے اس کی نشست خالی رہے گی۔

افریقہ میں روسی توسیع پسندی لیبیا کے توسط سے،

لیبیا کے صدر قذافی نے پاپولر آرمی تشکیل دے کر ایک جنگ کا آغاز کرنا چاہتا ہے اس نے اس سلسلہ میں سابق سپاہیوں اور جوانوں پر مشتمل فوج تشکیل دی ہے، اس کے مقاصد میں صیہونیت، سامراجیت اور عرب رجعت پسند مملکتوں اور فوجی چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہے، جبکہ فی الحال اس کے مقاصد میں چاڈ، نائیجیریا اور الجزائر ہیں اور ان کے بعض علاقوں کو وہ ضم کر چکا ہے اور افریقہ میں روسی توسیع پسندی منصوبہ کی تکمیل ہے۔

۲۴۶ کھرب مکعب فٹ گیس سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں

متحدہ عرب امارات، بحرین، سعودی عرب، عراق، قطر اور کویت میں ایک جائزے کے مطابق ۲۴۶ کھرب مکعب فٹ سے زیادہ پٹرولیم گیس موجود ہے۔ علاحدہ علاحدہ اعداد و شمار اس طرح ہیں:

متحدہ عرب امارات ۲۰ کھرب مکعب فٹ۔ بحرین ۹ کھرب فٹ۔ سعودی عرب ۹۵ کھرب ۵۰ ارب، عراق ۲۷ کھرب ۵۰ ارب، قطر ۶۰ کھرب اور کویت ۳۲ کھرب ۵۰ ارب، گیس نکالنے اور بھرنے کے ۶ کارخانے خلیجی ممالک میں، تین سعودی عرب میں دو کویت میں اور ایک متحدہ عرب امارات میں کام کر رہے ہیں، ان کارخانوں سے تین ارب ۸۵ کروڑ مکعب فٹ گیس روزانہ تیار ہو کر نکلتی ہے ۱۹۸۲ء تک خلیجی خطے میں گیس کے ۱۹ کارخانے کام کرنے لگیں گے۔

سعودی عرب میں جدید فوجی کارخانہ

سعودی عرب کی حکومت ملک کے بعض حصوں میں جدید فوجی کارخانے قائم کرنے کا جائزہ لے رہی ہے اور سعودی ذمہ داروں کا خیال ہے کہ سعودی فرمانروا شاہ خالد اس قسم کے ایک کارخانہ کا خرج کے علاقہ میں جلد ہی افتتاح کرنے والے ہیں۔

مجمع فقہی مارچ میں

مجمع فقہی اپنا چوتھا اجلاس اوائل مارچ میں مکہ مکرمہ میں منعقد کرے گی۔ اس اجلاس میں مجمع فقہی نکلی زادہ (Blag Tube) اور ایام صوم اور عید میں یکسانیت اور ایک ہی حالات کے مطابق ہجری تقویم پر غور کرے گی۔ اس مجمع میں بہت سے اقتصادی اور فقہی مسائل بھی زیر بحث آئیں گے۔

شیخ محمد المجذوب استاذ جامعہ مدینہ منورہ کی استاذ زائر کی حیثیت سے ندوہ آمد

شیخ محمد المجذوب استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی ندوۃ العلماء کی دعوت پر استاذ زائر کی حیثیت سے ۸ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو پہونچے تھے اور طلبہ نے ان کے محاضرات سے فائدہ اٹھایا۔ ہفتہ میں چار یوم المعہد العالی کے قاعۃ المحاضرات میں طلبہ علیا و عالیہ رابعہ کے محاضرات تدریسی اوقات میں ہوتے تھے اور دو یوم شام کو طلبہ کی انجمن جمعیۃ الاصلاح میں عام محاضرے ہوتے تھے اور طلبہ ان کے محاضرات میں بڑے ذوق و شوق سے شریک ہوتے تھے۔

شیخ مجذوب جامعہ اسلامیہ میں استاذ عربی ہیں۔ اور ان کی متعدد تصنیفات ہیں۔ ان کے محاضرات ادب عربی میں شعر و نظم کی خصوصیات اور عناصر اساسی پر تھے طلبہ نے ان سے استفادہ کیا اور بہت سے اہم سوالات کئے اور ان سے فائدہ اٹھایا آخری دن الوداعی جلسہ میں النادی العربی کے مقابلہ میں کامیاب طلبہ میں انعامات تقسیم کئے۔

شیخ ۲۶ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو بنارس کے لئے روانہ ہو گئے۔ بنارس میں جامعہ سلفیہ، مظہر العلوم اور اعظم گڑھ میں جامعۃ الفلاح اور دیگر تعلیمی اداروں کو دیکھنے کے بعد ۲۹ر کو دلی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور دلی سے بھوپال، اورنگ آباد اور بمبئی ہوتے ہوئے ۵ر جنوری کو مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

حیدرآباد میں

چند پُرنور محفلیں

ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی

(۱۹؍جون ۱۹۸۱ء بنجارہ ہل حیدرآباد دکن بر مکان عبداللہ پٹنی صاحب)

مجھ سے محترم عبدالقادر صاحب جو حضرت مولانا کے پروگرام کے انچارج تھے فرمایا کہ صبح سات بجے یہاں پہونچ جائیے اور ناشتہ حضرت کے ساتھ کیجئے! میں، ڈاکٹر عبدالستار خانصاحب اور ڈاکٹر سید ابراہیم ندوی سات بجے وہاں پہنچے دیکھا، تو مجلس جمی تھی اور مولانا کی زبان سے پھول جھڑ رہے تھے گویا ؎

"بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں"

فرمایا کہ عرب علماء نے یہودیت کا مطالعہ بھرپور کیا کہ وہ ان پر مسلط ہیں مگر نصرانیوں کا مقابلہ انھوں نے نہیں کیا اور نہ ان کے مذہب کا مطالعہ کیا حالانکہ آج دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مخالف طاقتیں عیسائی ہیں۔

فرمایا کہ عیسائیوں نے یہودیوں کو اپنی مقصد برآری کے لئے استعمال کیا۔ عالم اسلام کو پریشان کرنے کے لئے انھوں نے یہودی ریاست قائم کرادی۔ برطانیہ نے بڑا اہم رول اس سلسلہ میں ادا کیا اور بالفور اعلان کرکے یہودیوں کے خواب کو حقیقت بنا دیا۔

مولانا نے فرمایا کہ ہندوستانی علماء نے نصرانیت کا مقابلہ خوب کیا ان کے مذہب پر ایسے اعتراضات کئے جن کا جواب وہ نہ دے سکے۔ فرمایا کہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے اس سلسلہ میں معرکۃ الآرا کام کیا ہے۔ ایک ایسی کتاب لکھی ہے جس میں اناجیل کے اندر مندرج تضادات کو جمع کردیا ہے مثلاً ایک جگہ ایک بیان ہے مگر کسی دوسری جگہ ایسا بیان درج ہے جو پہلے کی تردید کرتا ہے، فرمایا کہ یہ ایسا زبردست کارنامہ ہے کہ عیسائی چوں نہ کرسکے، اور ان سے کوئی جواب نہ بن سکا۔

میں نے عرض کیا کہ خود مولانا محمد علی مونگیریؒ نے عیسائیوں کے رد میں رسائل تصنیف کئے ہیں مولانا نے فرمایا کہ مولانا عبدالسلام قدوائی فرماتے تھے کہ مولانا محمد علی مونگیری کو ندوۃ العلماء کی تاسیس کا خیال درحقیقت عیسائیوں کا لٹریچر پڑھ کر آیا کہ ایسے روشن خیال علماء پیدا ہوں جو جدید فتنوں کا مقابلہ کرسکیں۔

فرمایا کہ ہمارے علماء سے اس سلسلہ میں ایک تسامح ہوا۔ وہ یہ کہ انھوں نے مناظرے کئے، کتابیں لکھیں اور عیسائیت کے خلاف مضامین لکھے مگر یہ فرض کرکے کہ اناجیل خدا کی فرستادہ اور آسمانی کتابیں ہیں حالانکہ خود عیسائی علماء تسلیم کرتے ہیں کہ بعد میں ان کے علماء نے لکھی ہیں لہذا ان کو آسمانی کتابیں تسلیم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ رد عیسائیت پر علامہ ابن تیمیہ نے ایک وقیع کتاب لکھی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہمارے مدارس عربیہ میں یہ نقص ہے کہ ہم اپنے علماء کو توریت اور انجیل نہیں پڑھاتے۔ اب ہم نے ندوہ میں المعهد العالی للدعوة والارشاد قائم کیا ہے اس میں مذاہب کے تقابلی مطالعہ کو داخل کیا ہے۔

مولانا نے بتایا کہ مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر میں عیسائیوں اور یہودیوں پر خصوصی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مولانا نے ان کی کتابوں کا مطالعہ کرکے تحقیق و علم کی روشنی میں آیات قرآنی کی تشریح کی ہے محض تفسیروں میں مندرج اقوال پر بھروسہ نہیں کیا ہے خاص طور سے عیسائیوں کے بارے میں ان کی نظر وسیع تھی جس سے انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں نفع اٹھایا ہے۔

فرمایا کہ احادیث پر علمائے ہند نے خاص توجہ کی ہے آج بھی ہمارے مدارس میں بخاری مسلم بلکہ تمام اہم کتب حدیث کی پوری پوری پڑھائی جاتی ہیں مگر عرب ممالک میں احادیث کے انتخاب پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ فرمایا کہ بخاری تک پوری نہیں پڑھاتے۔ صرف انتخاب پڑھاتے ہیں۔

گفتگو جاری تھی کہ ڈاکٹر غلام دستگیر رشید آگئے انھوں نے اسلام کی توحید پرستی کا ذکر چھیڑا۔ مولانا نے فرمایا کہ ہندوؤں میں بڑی بڑی تحریکیں اسلام کے نظریۂ توحید سے متاثر ہوکر اٹھیں، جیسے بھگتی تحریک۔ حضرت نے فرمایا کہ یہودی مذہب اسلام سے قریب تر ہے بہ نسبت عیسائیت کے۔

سارے عالم میں مسلمانوں کے بعد صرف یہود توحید پرست ہیں۔ ان کی کتاب بھی عیسائیوں سے کم محرف ہے۔ فرمایا کہ امریکہ اور روس دونوں پر یہود کا غلبہ ہے۔

ایک صاحب جو فنانس سکریٹری رہ چکے ہیں، عباسی صاحب کہلاتے ہیں غالباً منشی احترام علی مہتمم خزانہ ندوۃ العلماء کے خاندان سے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت میں علماء کے درمیان باہمی جنگ ختم کرانا چاہتا ہوں جس سے اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مگر یہ خیال آپ ذہن سے نکال دیجئے کہ یہ اختلافات عقائدی ہیں۔ اصول عقائد کو محض بہانہ بنایا جاتا ہے یہ جاہ و منصب اور ذاتی مفادات کے جھگڑے ہیں میرا تجربہ یہی ہے۔

ایک صاحب نے مولانا سے دریافت کیا کہ آپ نے عرب حکومتوں اور بادشاہوں کو اس حقیقت کی طرف کبھی متوجہ کیا کہ غیر مسلموں کی درآمد سے اور ان کی عبادت گاہوں کی تعمیر سے مسلمانوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے فرمایا کہ ہاں ہم نے خطوط لکھے اور جواب بھی موصول ہوئے مگر اس وقت تو نشہ دولت کا ہے جس میں آدمی کو کچھ سوجھتا نہیں ہے۔

ڈاکٹر غلام دستگیر رشید نے کہا کہ ملوکیت سارے عالم سے ختم ہوگئی مگر مسلم ممالک قائم کئے ہوئے ہیں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے فرمایا کہ اسلام میں ملوکیت کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

ایک صاحب نے سعودی عربیہ میں ٹکنیکل تعلیم کے بارے میں دریافت کیا فرمایا ابھی تو ابتدائی مراحل میں ہے۔ فرمایا کہ ملک عبدالعزیز اور ریاض یونیورسٹیوں کے بجٹ اربوں ریال کے ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک بزرگ ایک مسجد میں تشریف لے گئے تو ان کو وہاں خوشبو محسوس ہوئی۔ انھوں نے دریافت کیا اور کھوج لگایا تو معلوم ہوا کہ یہاں ایک ایسے بزرگ ہیں جو حضرت سید احمد شہیدؒ کی ایک مجلس میں شریک ہوئے تھے، فرمایا کہ ایک مجلس نے قلب ماہیت کردی۔

میں نے عرض کیا کہ مجھ سے مولانا سید فضل اللہ نبیرۂ مولانا محمد علی مونگیری نے بیان فرمایا کہ ان کے دادا محمد علی مونگیری پر حکومت نے سی۔ آئی۔ ڈی کے ایک افسر کو متعین کر دیا۔ وہ ان کی مجلسوں میں شریک ہوتا اور حکومت کو رپورٹ دیتا۔ وہ مسلمان تھا۔ حضرت کے مواعظ سے متاثر ہوگیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس نے مولانا مونگیری کے سامنے یہ تخیل پیش کیا کہ امت اسلامیہ کی اصلاح کیلئے باخبر اور روشن خیال علماء کی ضرورت ہے جو مقتضیات عصر کے مطابق امت کی اصلاح کرسکیں (مولانا فضل اللہ صاحب کو اس کا نام بھی یاد تھا) حضرت نے فرمایا کہ یہ بات مولانا فضل اللہ صاحب نے مجھ سے بھی بتائی تھی۔

بقیہ صفحہ: یہ بدر ہے!

تھا کہ وہ ایک پاؤں سے کٹے ہوئے ہاتھ کو دبا کر نوچ ڈالتے ہیں کہ وہ لڑنے میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔

تصور و خیال سے ہوش میں آیا تو وہی پہاڑوں کا سلسلہ اور سنسان مگر شہداء کے مرقد سے آباد میدان بدر تھا۔

اثر انداز تھا رنگ شہادت جاں نثاروں پر
گلے بڑھ بڑھ کے رکھ دیتے تھے تلواروں کی دھاروں پر

سوچ میں پڑ گیا کہ ہم کیسے مسلمان ہیں ہم کو تو مال و منال اور جاہ و منصب سے محبت ہے اللہ و رسول کا نام تو زبان کا چٹخارہ بن کر رہ گیا ہے، دل پر کچھ عجب تاثر و انفعال کی کیفیت طاری ہوگئی اور زبان یوں حرکت کرنے لگی:۔

"اللّٰھم لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا غایة جهدنا۔ (اے اللہ! تو دنیا ہی کو میری اصل فکر، مقصد علم اور مرکز جد و جہد نہ بنا)۔

دیر تک صحرا کے یہ الفاظ زبان پر جاری رہے ؎

اگر اب میرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی
تو مجھ کو رحمۃ للعالمیں سے شرم آئے گی

اور جی چاہا کہ نوجوان نسل کو شاہنامہ اسلام پڑھنے کا مشورہ دوں جو جوش و حمیت اور ایمان و عزیمت کی زندہ و جاوید تصویر پیش کرتا ہے۔

تعمیر حیات کی توسیع اشاعت
میں
حصّہ لیجئے

طلبہ کو نصیحت

عربی سے ترجمہ: عبدالمبین بستوی

۱۔ طالبان علوم نبوت! امت کو تمہارے بلند عزائم و حوصلوں کی سخت ضرورت ہے۔ تم ہی کو امت کا معمار و محافظ بننا ہے۔

۲۔ تم بغیر صبر و تحمل، عاجزی و انکساری، کد و کاوش اور مکمل حوالگی کے علم کے فوائد سے بہرہ اندوز ہرگز نہیں ہوسکتے۔ شیخ الاسلام امام غزالیؒ کا مشہور مقولہ ہے "اعط العلم کلک، یعطک العلم بعضه" (یعنی علم کو اپنا سب کچھ سونپ دو تب علم تمہیں اپنا کچھ حصہ دے گا)۔ تمہارا مطمح نظر صرف امتحان کی کامیابی نہ ہو بلکہ علمی سطح کو اونچا کرنا اور علمی بلندی مقصود ہو۔

۳۔ اذان سنتے ہی مسجد روانہ ہو جایا کرو اس لئے کہ حکم ربانی ہے "ان الصلوٰة کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً"۔ یاد رکھو! جس شخص نے فرائض الٰہی کو ضائع کیا تو وہ دوسری چیزوں کو (مثلاً سنن و مستحبات) اور ہی ضائع کرے گا۔

۴۔ تم ہی اپنے ادارہ کے اصل مقصود اور آبرو ہو۔ چنانچہ اپنے علم و اخلاق، سیرت و کردار، محنت و لگن میں قابل تقلید نمونہ بنو۔

۵۔ عوام الناس بہترین قیادت اور اعلیٰ نمائندگی کے ضرورت مند ہیں۔ اس بلند مرتبہ و مقام کے لئے تمہارا ہی انتخاب ہوا ہے۔ لہذا قوم نے تم سے جو نیک تمنائیں اور امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اس کو پوری کرو۔

۶۔ نظم و ضبط، پابندی سے درجہ میں حاضری، جہد مسلسل، درجہ کی حاضری، حصول علم کے لئے نہ صرف ضروری بلکہ بنیادی شرائط ہیں۔ درجہ سے غیر حاضر نہایت شدید ضرورت درپیش ہو تبھی ہو ورنہ نہیں۔

۷۔ استاد جو تمہارے دل و دماغ کی صحیح تربیت کرتے ہیں، جس سے تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے وہ درحقیقت تمہارے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہذا ان کی وہ عزت و توقیر، ادب و احترام کرو جو ان کے شایان شان ہو۔

۸۔ طالبان علوم نبوت کو علم و اسلام اور دینی اخوت کا ہی رشتہ مربوط کرتا ہے۔

۹۔ وہ طلباء جو بیرون ملک حصول علم کی غرض سے بھیجے جاتے ہیں وہ اپنے اپنے ملک کے نمائندہ ہوتے ہیں، لوگ ان کو دیکھ کر ان کے ملک کا اندازہ لگاتے ہیں۔ چنانچہ ان کو ایسے ہی کام کرنے چاہئیں جو ان کے ملک کے لئے باعث شرف و عزت اور ان کے خاندان و اعزا کے لئے باعث مسرت ہو۔

۱۰۔ تمہارا مادر علمی تمہاری کامیابی اور سرخروئی چاہتا ہے۔ تمہارے حق میں بہترین وسائل مہیا کرتا ہے لہذا تم اپنے مقصد کے حصول اور مشکلات کو حل کرنے میں اپنے ادارہ سے فائدہ اٹھانے میں کوتاہی نہ کرو۔

۱۱۔ ذمہ داریاں وقت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں۔ زندگی ہی اصل سرمایہ ہے اس لئے اس سے گھاٹے کا سودا مت کرو، نہ ہی اسے غیر مفید کاموں میں صرف کرو۔

۱۲۔ اسباق کا اعادہ و تکرار شروع ہی سے جاری رکھو سبق کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھو اس لئے کہ جس مضمون کو سمجھ کر پڑھو گے اس سے تم کو مناسبت اور لگاؤ پیدا ہوگا ورنہ اس سے تمہارا دل گھبرا جائے گا۔ جیسا عربی کا مقولہ ہے "من کرہ شیئاً عاداہ"۔

۱۳۔ نفع بخش شغل (Hobby) اختیار کرو اسی شغل میں اپنا خارجی وقت صرف کرو اس سے تم کو فائدہ و سکون حاصل ہوگا۔ مثلاً ورزش، خارجی مطالعہ، معاشرہ و سوسائٹی کی بےلوث خدمت ان جیسے اور دیگر مشاغل میں اپنا وقت صرف کرو۔

۱۴۔ طالبان علوم نبوت! رات کو سونے سے قبل کچھ وقت محاسبۂ نفس کے لئے خاص کرلو۔ جس میں اپنے دن بھر کے مشاغل کا جائزہ لیا کرو اور اگر قابل اطمینان پاؤ تو خدا کا سجدۂ شکر بجالاؤ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو اللہ عز و جل سے مغفرت چاہو۔ ساتھ ہی بلند مقاصد، عزائم جلیلہ کی بھی نیت کرو۔ "حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا اعمالکم قبل ان توزن علیکم"۔ اللہ ہی صراط مستقیم کا ہادی، معاون و مددگار رہے۔

غزل

(اختر سندیلوی)

رہِ منزلِ طلب میں مجھے کوئی ڈر نہیں ہے
تری یاد ہے تو کیا غم کوئی ہم سفر نہیں ہے

کوئی ہو تو جلوہ آرا سرِ طور پھر خدارا
جو نہ کرسکے نظارہ وہ مری نظر نہیں ہے

کچھ اُداس کردیا ہے مجھے فکرِ گلستاں نے
غم آشیاں نہیں ہے غم بال و پر نہیں ہے

مجھے ذوقِ جستجو نے یہ کہاں پہ لاکے چھوڑا
کہ جنوں معتبر بھی مرا ہمسفر نہیں ہے

ابھی میں زمیں کے ذرّوں میں بصد نیاز گم ہوں
ابھی چاند اور ستاروں پہ مری نظر نہیں ہے

کبھی پاؤں ڈگمگائے کبھی دل نے ساتھ چھوڑا
مرا کوئی بھی سہارا ابھی معتبر نہیں ہے

یہ زمانہ کیسے اختر مرے رازِ غم کو سمجھے
میں فغاں بہ لب نہیں ہوں مری چشم تر نہیں ہے

ضروری گذارش

اگر تعمیر حیات آپ کو نہیں ملتا تو فوراً ہمیں مطلع کریں اور اپنا خریداری نمبر نیز پتہ ضرور لکھیں۔

(منیجر)

ویت نام میں مسلمانوں کی تعداد اور ان کا طرزِ زندگی

امریکی افواج کے انخلا کے بعد ویتنام کے دونوں حصے ایک ہو گئے۔ اس سے پہلے ۱۷۔ ۔ درجہ عرض البلد پر تقسیم ہو جانے کی وجہ سے ویتنام شمالی اور جنوبی دو حصوں میں بٹ گیا تھا۔ اس کا اصل نام انام ہے۔ جو قدیم زمانہ سے لیکر اب تک مستعمل ہے۔ ویت سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنی مقام کے ہیں۔ یعنی ویتنام کا مفہوم اناسیوں کا وطن ہے۔ اس کے انتہائی جنوب کا علاقہ چمپا کہلاتا تھا۔ جہاں چم قبائل کی حکمرانی تھی۔ یہ لوگ ہندو تھے جن کا اصلی وطن ہندوستان کا علاقہ بھاگل پور تھا۔ ویتنام اور لاؤس کے اصلی باشندے موئی اور سو یعنی جنگلی لوگ ہیں۔ یہ جنگلی اس وجہ سے کہلاتے ہیں کہ انھوں نے چینیوں سے اختلاط پسند نہیں کیا اور چونکہ چینی ملک پر قابض ہو گئے تھے لہذا جنگلی قبائل نے ان کے خلاف تحریک شروع کی۔ ۱۳۹ ... میں انام قبائل نے موئی اور سو کی مدد سے چینیوں کا تختہ الٹ دیا۔ اور اپنی خود مختار سلطنت قائم کر لی۔ انامی سلطنت ایک طویل مدت تک برقرار رہی۔ پھر ... میں فرانسیسیوں نے قبضہ کر لیا۔

شمالی ویتنام کا رقبہ ایک لاکھ پچیس ہزار دو سو تین مربع میل ہے۔ اور آبادی ۱۹۶۰ء کی مردم شماری کے مطابق ایک کروڑ ... لاکھ تین ہزار تھی۔ قدیم مسلمان مصنفین نے اپنی کتابوں میں انام کا ذکر کیا ہے۔ سن ہجری کے آغاز سے لیکر کم از کم دسویں صدی عیسوی تک یہاں مسلمانوں کی آمد و رفت رہی ہے۔ شمالی ویتنام میں مختلف عقائد و نسل کے لوگ آباد ہیں جن میں مسلمانوں کی تعداد چھتیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔

جنوبی ویتنام میں بھی مختلف مذاہب و نسل کے لوگ ہیں۔ اکثریت تاؤمت ماننے والوں کی ہے۔ بودھ مت کے ماننے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کا رقبہ ایک لاکھ ... مربع کیلو میٹر ہے۔ قومی یا مذہبی لحاظ سے آبادی حسب ذیل ہے۔

تاؤی	۱۰,۴۰۷,۹۶۳
عیسائی	۲,۰۰۰,۰۰۰
کمبوڈی	۶۰۰,۰۰۰
کوڈائی	۴۹,۰۰۰
چینی	۱۶,۰۰۰
کنفوسی	۱۴,۰۰۰
مسلمان	۱۴,۰۰۰
بودھی	۱۰,۰۰۰
	۱۴,۲۷۲,۰۰۰

لیکن یہ اعداد و شمار ... کے ہیں جن میں اب مزید اضافہ کی گنجائش ہے۔ جنوبی ویتنام کا ذکر پرانے مسلم مصنفین نے کیا ہے۔ اس کا نام چمپا تھا جسے ان مصنفین نے معرب کر کے صنف لکھا ہے۔ چمپا کا آخری حکمران مسلمان ہو گیا تھا اور اپنی لڑکیوں کی شادیاں عربوں سے کی تھیں۔

عرب اور ایرانیوں کے جہاز شمالی ویتنام کی بندرگاہ حمدان اور لوقین یعنی ہائفان اور ٹونکن آتے تھے۔ چمپا یعنی جنوبی ویتنام کی سب سے اہم بندرگاہ ہندفرات تھی۔ عرب اور ایرانیوں کے جہاز صنف لات یعنی پندرانگات پر لنگر انداز ہوتے تھے اور دریائے می کانگ کے دہانے سے ملک کے اندر کمبوڈیا اور لاؤس تک چلے جاتے تھے۔ قیاس ہے کہ وہاں چینی کی خرید کے لئے مسلمان تاجر دریائے می کانگ کے راستے لاؤس جاتے ہوں گے۔ اسی طرح کمبوڈیا سے عود اور بعض دوسری چیزیں خریدتے تھے۔ سارے مشرق بعید میں مسلمانوں کی آمد و رفت، مستقل سکونت اور مختصر آبادیاں تھیں جو امتداد زمانہ کے سبب محو ہو گئیں۔ اور آج سیاسی وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ سلوک عام ہے۔

ابتدائی زمانہ ہی سے ویتنام میں مسلمانوں کی آمد و رفت رہی ہے۔ ایرانی و عربی جہاز راں، تاجر اور سیاحوں نے یہاں قیام کیا ہے۔ اب اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے بعد مسلمانوں کی آمد و قیام کے بارے میں تفصیل

[illegible]

نہیں ملتی۔ البتہ جنوبی ویتنام میں مسجدوں اور مقبروں کے آثار موجود ہیں۔ تقریباً سارے ہی متقدم مسلم مصنفین نے صنف اور انام یعنی جنوبی و شمالی ویتناموں کا ذکر کیا ہے۔ لہذا یہاں مسلمانوں کی آمد و قیام بہر صورت واقعہ ہونے کے سبب تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرائن و شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ آمد و رفت کے علاوہ یہاں مسلمانوں کی سکونت بھی تھی۔ اور کم از کم عمان، مسقط، بصرہ، عدن اور صحار (جنوبی عرب) کے باشندوں نے یہاں بود و باش اختیار کی تھی۔ ویتنام کے متاخر حالات اور عالمی سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے بارے میں مفصل حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہاں مسلمان ضرور موجود ہیں۔ اور ایک اندازہ کے مطابق ان کی تعداد نصف لاکھ سے زائد ہے۔ جزیرہ ہائی نن شمالی ویتنام کے نزدیک واقع ہے اور قطع نظر اس سے کہ وہ چین کا علاقہ ہے عربی مسلمان وہاں موجود ہیں لہذا یہ بات ناقابل قیاس نہ ہوگی کہ ویتنام میں بھی کچھ مسلمان موجود ہوں۔ جزیرہ ہائی نن کا پرانا نام کوونگ چاؤ تھا۔ اب یہ چین کا علاقہ ہے۔ لیکن شمالی ویتنام کے مشرق میں واقع ہے اور پہلے ویتنام ہی کی طرح فرانس کے زیر انتداب انڈو چائنا یونین میں شامل تھا۔ ہائی نن کے مسلمانوں، مسجدوں، معبد اور عربی زبانی کے بارے میں بدرالدین چینی ازہری نے تفصیل سے لکھا ہے

لیکن ویتنام کے مسلمانوں کے بارے میں چونکہ کوئی تفصیل نہیں ملتی اس وجہ سے صرف تین شہروں کے بارے میں جو غیر مربوط بیانات دستیاب ہو سکے ان ہی کو درج کیا جاتا ہے۔

تون کن

شمالی ویتنام کا مشہور شہر ہے۔ اس کا پرانا نام تونگ کنگ تھا۔ جواب آسان ہو کر تون کن ہو گیا ہے۔ علی جلبی نے جو سولہویں صدی عیسوی کے وسط میں یہاں آیا تھا تون کین لکھا ہے۔ ابن خرداذبہ سیت و دیگر مسلمان مصنفین نے اسے عربی نام لوقین سے موسوم کیا ہے۔ سترہا من کے نقشہ پر بھی لوقین کا جائے وقوع ظاہر کیا گیا ہے۔ ابن خرداذبہ کہتا ہے کہ صنف (دوالی سائے گون) سے لوقین تک بحری اور خشکی راستوں سے سو فرسخ کا فاصلہ ہے۔ یعنی تقریباً آٹھ سو میل۔

ابوالحسن علی ابن سعید یعقوبی غرناطی نے خان فو (خان جو، کانگ جو الکین، تون چالون) ایک اور حمدان کا ذکر کیا ہے۔ حمدان ہائی فان (ہائے فانگ) ہے اور شمالی

صحار، مسقط، بصرہ، عدن اور جنوبی عرب کے باشندوں نے ابتدا یہاں بود و باش اختیار کی

ویتنام میں ایک دریا کے دہانہ پر واقع ہے جس پر تون کن یعنی لوقین آباد ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شہر لوقین دریائے لوقین کے کنارے واقع ہے اور چین کی مشہور بندرگاہ ہے۔ اس کے مشرق میں شہر حمدان اور شمال میں خان فو واقع ہیں۔ خانفو چین کا شہر ہے لیکن لوقین اور حمدان شمالی ویتنام میں ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں۔

ہائی فان

ہائی فان کے بارے میں ابوزید سیرافی، علی مسعودی اور ابن اثیر جزری نے ایک انتہائی دلچسپ بیان درج کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی ہجری کے وسط میں وہب ابن اسود نامی ایک شخص حمدان آیا اس نے وہاں کے فرمانروا سے ملاقات کی اور اسے اسلام کے عقائد و اصول سے آگاہ کیا۔ آخر ایک طویل گفتگو کے بعد حکمران اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے علاقے میں مسلمانوں کو خصوصی مراعات دیں اور لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے ...

اگر اس بیان کو مبالغہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس سے اتنا تو واضح ہے کہ ویتنام میں مسلمانوں کو اجتماعی برتری حاصل تھی اور ان کی آمد و قیام ایک پائیدار حقیقت ہے۔ ان مسلمانوں نے اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کے استقلال کے لئے جو کوششیں کی ہوں گی وہ بھی ناقابل قیاس نہیں ہے۔ اسی زمانے میں ویتنامی مسلمانوں کا چین اور دوسرے علاقوں میں اسلام کی اشاعت کرنے کا ذکر کیا ہے۔

سائے گون

سائے گون جدید نام ہے۔ قدیم مصنفین نے ہندفرات کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے جو صنف کے قدیم نام پندرانگات کا معرب ہے۔ سائے گون دونوں ویتنام کے اتحاد سے قبل جنوبی ویتنام کا دار الحکومت تھا۔

سائے گون میں مسلمان ابتدائی زمانہ سے لیکر اب تک موجود ہیں۔ یہ زیادہ تر ان عربوں کی اولاد میں ہیں جو چین سے نقل وطن کر کے آئے تھے۔ بدرالدین چینی ازہری نے لکھا ہے کہ سائے گون میں گوشت سے یمانی پالے جاتے ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں سے ان کے ایک بھائی کی ملاقات بھی ہوئی جب کہ انھوں نے تعلیم کے واسطے (جامعہ ازہر) آتے وقت سائے گون میں قیام کیا تھا۔ ان کے بھائی نے وہاں کے مقامی مسلمانوں کے احوال معلوم کئے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ عرب کرم اور مہمان نوازی جو سارے عرب میں مشہور ہے وہاں کی نو آبادیوں میں محفوظ ہے۔ اور وہ لوگ ان سے بڑی محبت اور کرم سے پیش آئے تھے۔

سوپر ڈسٹ کے اسپشلسٹ

عبّاس علاء الدّین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY, 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone SHOP: 862220
RESI: 378054

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

۴۴ - حاجی بلڈنگ، ایس وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

طلبہ کا صفحہ

کشمیر — گہوارۂ علم وفن

عبدالقیوم کشمیری متعلم درجہ ہشتم

آؤ کتاب کائنات کا زریں ورق الٹیں اور خطۂ کشمیر کی زرخیز سرزمین میں پیدا ہونے والے ان نفوس قدسیہ کے بارہ میں بھی، جن کے تقوی اور علمی کمالات نے دنیا کو حیرت و استعجاب میں ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ کشمیر کے فطری جمال اور خداداد حسن کا تذکرہ کریں۔ یوں تو سیاحوں نے کشمیر کو گلزار دنیا کہا، صوفیوں نے عرش خدا اور بادشاہوں نے باغ دلکشا اور شاعروں نے دو قدم آگے بڑھ کر اسے "فردوس بریں" کہا۔ ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

لیکن ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ کشمیر ایک مدرسہ رہا ہے، عقائد و ایمان کا اور ایک مکتب رہا ہے علم و عرفان کا، چہار دانگ عالم سے علماء عظام اور بزرگان دین کو کھینچ لایا اور پھر وہ وہیں کے ہو رہے اور اسی جگہ پیوند خاک ہوئے۔

بہرحال کشمیر کیا ہے؟ ایک خلوت کدۂ وحدت، جس کے کوہساروں، آبشاروں، چشموں، نہروں، درختوں، جنگلوں، سبزہ زاروں، مرغزاروں اور انواع و اقسام کے پھولوں پھلوں کی فضائے دلکش میں خالق کائنات کی شان جمالی بڑے آب و تاب سے اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔

کشمیر ہمیشہ سے علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے یہاں پر ایسی ایسی نادرۂ روزگار شخصیتوں نے جنم لیا جنہیں علماء دین بھی ہیں اور ادبا و شعرا بھی اور یہ بدیہی بات ہے کہ آب و ہوا اور مناظر قدرت کا اثر بھی خیالات پر پڑتا ہے اور بالواسطہ یہ اثر شاعری اور انشا پردازی تک پہنچتا ہے، اور پھر کیا کہنا اس خطہ کا جو قدرتی چمن زار ہے۔ پھولوں سے ہرا بھرا، قدم قدم پر آب رواں، سبزہ زار اور آبشار ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہیں، باد سحر کے جھونکے، خوشبوؤں کی لپٹ، سبزہ کی مہک، بلبلوں پرندوں کی چہک، آبشاروں کا شور و غوغا اور جھیلوں کا سکون وہ منظر اور سماں پیش کرتے ہیں کہ جس کا جواب نہیں۔

سب سے پہلے جس بزرگ سپہ سالار طریقت اور علوم ظاہر و باطن کی جامع شخصیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ شخصیت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ ہیں۔ یہ آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عالم اور صوفی ہیں۔ تصوف میں آپ کی معرکۃ الآرا کتاب "رسالہ سکندریہ" ہے۔ اس کے علاوہ علم منطق میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف کی مجموعی تعداد دس سے زائد ہے۔ اسی صدی کے مشہور شاعر، اعلیٰ درجہ کے لطیفہ گو اور بہت بڑے عارف باللہ جناب شیخ نورالدین کشمیریؒ ہیں ایسے ہی سید حسین منطقی، سید محمد رفاعی، شیخ بہاء الدین معروف گنج بخش، ملا احمد، شیخ سید حسن رومی، میر نس عراقی وغیرہ بڑے پایہ کے بزرگوں میں ہیں۔ دسویں صدی ہجری بھی اولیا اور مشائخ کرام سے مالا مال ہے لیکن دو بزرگ سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ مخدوم شیخ حمزہؒ اور شیخ بابا ہرویؒ۔ یہ دونوں بزرگ علوم ظاہری و باطنی، زہد و تقوی میں سرآمدۂ روزگار ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کے شیخ یعقوب صرفیؒ کو کون نہیں جانتا، انہوں نے بہت ہی بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ ایام طفولیت ہی میں تحصیل علم کے لئے تہران و خوارزم کا سفر کیا۔ خراسان میں بھی رہے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد ابن عبد الاحد سرہندی فاروقیؒ بھی اسی صدی کے نامور بزرگ اور مبلغ اور مصلح ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے تصوف کو بدعات اور خرافات اور غلط عقائد سے پاک کیا۔ مسئلہ "ہمہ اوست" کی تردید کی۔ اور کتاب و سنت کی پیروی جو مفقود ہوتی چلی جا رہی تھی اس کو از سر نو زندہ کیا۔

آپ نے بھی اس صدی کے مشہور کشمیری بزرگ خواجہ بابا مسعود اور خواجہ معین محمد سے فیض حاصل کیا۔ اس صدی کی دوسری نامور شخصیت مولانا خواجہ حیدر کی ہے جو اپنے زمانے کے عالم باعمل اور عارف کامل ہیں۔ آپ نے علم حدیث مولانا عبد الحق دہلویؒ سے حاصل کیا۔ ملا محمد طاہر غنی، ملا محسن فانی کشمیری اور اس صدی کے مشہور شعرا ہیں۔ غنی کشمیری تو خوش قسمتی سے شعرائے کشمیر میں بہت مشہور ہوئے۔ آپ نہایت خوددار اور مستغنی تھے اور کہتے ہیں عالمگیر کے دربار میں ذرا سی بات پر شعر پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے ہمعصر شعرا میں محمد جان قریشی، مرزا صائب ہیں۔ کشمیر کی مستقل رہائش نے ان بزرگوں کے مشاہدہ اور قوت تخیل کو بہت بلند کر دیا تھا۔ جس کا عکس اُن کی شاعری میں ملتا ہے۔

پچھلی صدیوں کی طرح بارہویں صدی ہجری میں بھی باکمال شخصیتیں وجود میں آئیں۔ اسی زمانہ میں کشمیر سلطنت مغلیہ کے شہنشاہوں کے لئے مرجع خاص بنی ہوئی تھی۔ اس صدی کے نامور بزرگ اور مجدد شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) ہیں انھوں نے مجدد الف ثانی کے بعد قرآن و حدیث کو ہندوستان میں زندہ کیا۔ اس سے قبل مسلمانان ہند اور خاص کر مسلمانان کشمیر تقلید اور ہر قسم کے توہمات میں گرفتار تھے۔ آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس کی نسبت نواب صدیق حسن خاں کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسی نادر کتاب ہے کہ دنیائے اسلام میں ۱۲۰۰ سال کے اندر آج تک ایسی کتاب نہ لکھی گئی تھی۔

شاہ صاحبؒ نے پہلی مرتبہ تحصیل حدیث مولانا محمد افضل سیالکوٹی سے کی۔ جو ایک کشمیری بزرگ تھے۔ شاہ صاحبؒ کا طریقہ نقشبندیہ تھا اور سلسلۂ ارادت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے ملتا ہے جن کی نسبت ہم کہہ آئے ہیں کہ وہ مولانا یعقوب صرفیؒ کشمیری کے شاگرد تھے۔

کشمیر نے اس صدی میں بہت سے شعرا اور ادبا بھی پیدا کئے۔ مرزا عبد الغنی قبول۔ جویا۔ ملا محمد توفیق۔ محمد علی خاں۔ عبد الوہاب شائق، محمد خان ساقی۔ ملا احمد کشمیری یہ سب کے سب بلند پایہ کے شاعر اور اعلیٰ پایہ کے ادیب تھے۔ ملا احمد کی مثنوی "زبادِ کشمیر" ان کی نازک خیالی اور مضمون آفرینی کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

اب تیرہویں صدی کا زمانہ آتا ہے جب کہ اردو زبان اپنے دور طفولیت سے نکل کر دور شباب کو چھو رہی تھی۔ پختگی کے مرحلہ سے بھی گذر چکی تھی۔ مولانا محمد حسین آزاد دہلوی ثم لاہوری کو کون نہیں جانتا۔ آب حیات میں لکھتے ہیں کہ میرے دادا کشمیر سے منتقل ہو کر دہلی آئے تھے۔ اُن کے والد میر انشاء اللہ خاں بھی بہت بڑے عالم تھے جو کشمیری، فارسی، ترکی اور اردو زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ لیکن انھوں نے فارسی اور اردو ہی کو اپنی تصنیفی زبان بنایا۔ آپ کو اردو کے عناصر خمسہ میں تسلیم کیا گیا ہے۔ ان کے "دریائے لطافت" اور قواعد اردو کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وحید العصر بزرگ تھا جس نے اردو کی نشو و نما میں معتد بہ حصہ لیا بلکہ معانی و بیان میں دریائے لطافت اردو کی سب سے پہلی کتاب مانی جاتی ہے۔ ایسے ہی پنڈت گوری نسیم جن کی مثنوی "گلزار نسیم" اردو ادب میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے، کشمیری پنڈت تھے۔ حکیم مومن خاں مومن کشمیری تھے۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی کشمیر کے تھے۔ خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی کشمیری تھے جو فارسی کے بڑے پایہ کے شاعر تھے کشمیری الاصل تھے۔

مولانا چراغ علی مرحوم، یہ بزرگ بھی سرزمین کشمیر کی ہی پیداوار تھے۔ سرسید کے گویا دایاں بازو تھے۔ تہذیب الاخلاق کے صفحات ہمیشہ آپ کے لئے وقف رہے اور ایسے ایسے پرزور اور محققانہ مضامین لکھے ہیں کہ علمی دنیا ہمیشہ مزہ لے لیکر پڑھتی رہے گی۔

چودہویں صدی میں ایسی باکمال شخصیتیں پیدا ہوئیں جن کے ذکر سے قلم کانپتا ہے ہم ان پر بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں۔ جن کے کمالات علمیہ اور خداداد صلاحیتوں نے دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا۔ آج مشرق بڑے فخر سے گوئٹے اور دانتے کے مقابلہ میں علامہ ڈاکٹر اقبال جیسے لوگ پیش کر سکتا ہے۔ بہرحال اقبال اور مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے علاوہ جو لوگ کشمیر نے اس صدی میں پیدا کئے ان میں خواجہ کمال الدین، حاجی شمس الدین، آغا حشر کاشمیری، شورش کاشمیری، پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی، خواجہ احمد شاہ جنھوں نے پہلا انگریزی اخبار پنجاب میں جاری کیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب مرحوم سابق میر واعظ کشمیر مترجم قرآن شریف (بزبان کشمیری) و مصنف "تنویر المصابیح" حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحب اندرابی مرحوم، مولانا سیف اللہ شاہ مرحوم۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سعودی کشمیری وغیرہم وہ گنے چنے لوگ ہیں جن کے روحانی و علمی کمالات کے سامنے بڑے بڑوں کی گردن جھکتی ہے۔ اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کشمیر نہ صرف اپنے ظاہری حسن و جمال میں منفرد ہے بلکہ مردم خیزی کے اعتبار سے بھی سب سے زیادہ زرخیز سرزمین ہے۔

**

مطالعہ کی میز پر

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

روائع من ادب الدعوۃ (فی القرآن والسیرۃ)
شائع کردہ: المعہد العالی للدعوۃ والفکر الاسلامی ندوۃ العلماء لکھنؤ
سائز متوسط، صفحات ۱۲۶، قیمت مذکور نہیں،
پتہ: المعہد العالی للدعوۃ، مکتبہ تجاریہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

یہ کتاب دراصل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی مدظلہ کے آٹھ محاضرات کا مجموعہ ہے، جو آپ نے گذشتہ سال ندوۃ العلماء کے لئے معہد (انسٹی ٹیوٹ) دعوت وفکر اسلامی کے طلبہ کے سامنے دئے تھے۔

ان محاضرات میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اقتباس کر کے دعوت وتبلیغ کے نمونے دئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کا طرز دعوت کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب خطاب کیا رہا؟ اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے، اس سے پہلے عربی، اردو، یا کسی زبان میں خالص قرآنی طرز دعوت کو اس تفصیل سے نہیں بنایا گیا تھا۔ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوئے، اسکا ایک مظہر یہ کتاب بھی ہے کہ قرآن کریم سے اقتباس کر کے خالص دعوتی انداز وفکر کو جمع کر دیا گیا ہے۔

کتاب مدارس اسلامیہ کے اساتذہ اور ادب وبلاغت کے منتہی طلبہ کے لئے بہت کارآمد اور مفید ہوگی۔ اس کا اردو ترجمہ بھی عنقریب پریس میں جانے والا ہے۔

ع۔ع۔ن

انوارِ خلیل، مرتب: ابوالحسن بارہ بنکوی، صفحات، ۱۲۸، سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کتابت طباعت اچھی۔ قیمت پانچ روپے۔ ناشر: مدرسہ رحمانیہ رڑکی، ضلع سہارن پور

زیر نظر کتاب مدرسہ رحمانیہ رڑکی کے نومسلم بانی مولانا خلیل الرحمن خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ہے۔ انھوں نے ۱۹ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، کچھ سال تک اپنے باپ اور خاندان کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرتے رہے۔ پھر کھل کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور گھر وخاندان سے الگ ہو گئے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ علوم کی تکمیل کی پھر اپنے آبائی قصبہ ہی میں مدرسہ رحمانیہ قائم کیا۔ اپنے مرشد ہی کی طرح یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

کتاب کا اصل حصہ خود صاحب سوانح کی خود نوشت ہے جو بہت ایمان افروز اور عبرت آمیز ہے۔ ان کی آپ بیتی کے بعد مرتب نے کچھ خاص خاص واقعات اور حالات ذکر کئے ہیں۔ آخر میں ان کے استاد عبدالمسیح بیدل رام پوری کے حالاتِ زندگی پر ایک مضمون ہے، جن کی ذات اور توجہ ان کے قبول اسلام کا محرک بنی۔

ح۔ن

مذہب اور مادیت کی کشمکش، از: کبیرالدین فاران مظاہری
صفحات ۸۰، سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کتابت طباعت غنیمت، قیمت درج نہیں
پتہ: مکتبہ عزیزیہ، قصبہ رائے پور، ضلع سہارن پور۔ (یوپی)

سرورق پر کتاب کے موضوع اور غرض وغایت کا یوں تعارف کرایا گیا ہے: "سائنس کے عروج وارتقا اور اس کے فوائد سے آج کا انسان بہرہ ور ہونے کے باوجود قلبی سکون حاصل نہیں کر پایا اس کے اسباب و وجوہات کیا ہیں، اس کے جاننے کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ ضروری ہے"۔ چنانچہ اسی کے مطابق پہلے سائنس کے ان ایجادات وکمالات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی وجہ سے انسان کو طرح طرح کی آسانیاں اور آسائشیں حاصل ہوئی ہیں اور زندگی آسان سے آسان تر ہو گئی ہے، مگر اس کے باوجود انسان قلبی سکون سے محروم ہے بلکہ سائنس کی تباہ کن اور ہولناک ایجادات کے باعث انسان ہلاکت کے کنارے کھڑا ہے۔ کتاب کے مطالعے سے قاری جس نتیجہ تک پہونچتا ہے وہ یہ کہ ان سب کا واحد سبب مذہب سے دوری ہے اور اس کا علاج مذہب کی اتباع ہے۔ کتاب پڑھنے کے بعد پڑھنے والے کو حیرانی ہوتی ہے کہ مذہب ومادیت کی وہ کشمکش کیا ہے جو کتاب کا موضوع ہے یا ہونا چاہئے۔ اگر مادیت اور سائنس کو ایک ہی چیز تسلیم کر لیا جائے جو محل نظر ہے تو بھی کتاب کے نام اور مباحث میں کوئی مناسبت نہیں نظر آتی۔

ح۔ن

کریم نکتہ نواز

اے بھائی تم کتنے ہی آلودہ وملوث ہو، دامن توبہ تھام لو، اور امیدوار رحمت بن جاؤ کہ تم نہ ساحرانِ فرعون سے آلودہ تر ہو اور نہ اصحاب کہف کے کتے سے زیادہ گندے، نہ طور سینا کے پتھر سے زیادہ بڑھ کر جماد، اور نہ ستون حنانہ سے بڑھ کر بے قیمت غلام کو اگر حبش سے پکڑ کر لاتے ہیں تو کیا عیب کی بات ہے جب کہ اس کا آقا اس کو کافور کا لقب دیتا ہے۔ جب ملائکہ نے عرض کیا کہ ہم کو اس مشت خاک کے فساد کی طاقت نہیں، آواز آئی کہ اگر ہم اس کو تمہارے دروازے بھیجیں رد کر دینا، اگر تمہارے ہاتھ بیچیں تو مت خریدنا، تم ڈرتے ہو کہ ان انسانوں کی معصیت ہماری رحمت سے زیادہ ہو گی، یا اس سے ڈرتے ہو کہ ان کی آلودگی ہمارے کمالِ قدوسیت پر داغ ڈال دے گی، یہ مشت خاک ہیں جو ہماری بارگاہ میں مقبول ہیں اور ہمیں قبول ہیں، ان کی معصیت وآلودگی سے کیا نقصان۔

شاعر نے خوب کہا ہے ؎

سراسر ماہمہ عیبم بدیدی و خریدی تو
زہے کالائے پر عیب وزہے لطف خریدی

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری
تاریخ دعوت وعزیمت جلد ۳

ندوۃ العلماء کا ترجمان

تعمیر حیات لکھنؤ

جو گذشتہ اٹھارہ سال سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء) کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے جس کو ملک کے دینی، علمی اور ثقافتی حلقوں میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

اس وقیع پندرہ روزہ میں

قرآن مجید کا حیات آفریں پیغام، محسن انسانیت کے دلنشیں ارشادات، پیغمبر اسلام کی تعلیم اور عہد حاضر، غیر بھی معترف ہیں تیرے، اہل اللہ کے مؤثر سبق آموز حالات کے ساتھ تحریک ندوۃ العلماء کا تعارف، ندویانہ زندگی کے چند روشن اوراق اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کی علمی وتعلیمی سرگرمیوں پر مشتمل مضامین شائع ہوتے ہیں۔

اپنے شاگرد یوسف بن خالد سمتی کو

امام ابوحنیفہ رحؒ کی نصیحت

ترجمہ: اخوند زادہ مولانا عبدالقیوم

یوسف بن خالد سمتی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمت میں رہ کر تکمیل علم کر چکے تو وطن مالوف بصرہ کو واپس ہونے کا ارادہ کیا، استاد شفیق سے اجازت چاہی تو امام صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں، یہ باتیں تمہیں ہر جگہ کام دیں گے خواہ لوگوں کے ساتھ معاملات ہوں، یا اہل علم کے مراتب کا سوال ہو، تادیب نفس کا مرحلہ ہو یا خواص وعوام کی تکمیل ہو یا عام حالات کی تحقیق مقصود ہو غرض کہ یہ باتیں دینی اور دنیاوی زندگی کے ہر موڑ پر کام آئیں گی اور علم کے لیے ایک ذریعہ خیر وصلاح بن جائیں گی۔

اس نکتہ کو خوب سمجھ لو کہ جب تم انسانی معاشرے کو برا سمجھو گے تو لوگ تمہارے دشمن بن جائیں گے وہ تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں اور جب تم اس معاشرے کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے تو یہ معاشرہ تمہیں عزیز رکھے گا اور اس کے افراد تمہارے لیے ماں باپ بن جائیں گے۔

پھر فرمایا: ذرا اطمینان سے مجھے چند باتیں کہنے دو میں تمہارے لیے ایسی نشاندہی کئے دیتا ہوں جن کا خود تجھو شکریہ کے ساتھ اعتراف کرنے پر مجبور ہوگے۔

وما توفیقی الا باللہ۔

تھوڑی دیر کے بعد فرمایا دیکھو اگویا میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم بصرہ پہنچ گئے ہو اور تم اپنے مخالفوں کی طرف متوجہ ہوگے اپنے آپ کو ان پر فوقیت دینے لگے تم نے اپنے علم کی وجہ سے خود کو ان پر بڑا ثابت کیا۔ ان کے ساتھ اختلاط کو برا سمجھا۔ ان کے معاشرے سے منقبض ہوئے۔ ان کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ نتیجہ میں انھوں نے بھی تمہاری مخالفت کی۔ تم نے انہیں چھوڑ دیا۔ انھوں نے بھی تمہیں منہ نہ لگایا تم نے انہیں گالی دی۔ ترکی بہ ترکی جواب ملا۔ تم نے انہیں گمراہ کہا تو انھوں نے تمہیں بدعتی اور گمراہ گمراہ کہا۔ یہ لو سب کا دامن آلودہ ہو گیا۔ اب تمہیں ضرورت ہوئی کہ تم ان سے کہیں دور بھاگ جاؤ اور یہ کھلی حماقت ہے۔ وہ شخص کبھی عقلمند نہیں ہو سکتا ہے کہ لوگ کسی سے واسطہ پڑا ہو اور وہ کوئی راہ پیدا ہونے تک نباہ نہ کر سکے۔

جب تم بصرے پہنچو گے تو لوگ تمہارا خیر مقدم کریں گے۔ تم سے ملاقات کے لیے آئیں گے کیونکہ یہ ان معاشرتی فریضہ ہے۔ اب تم ہر ایک کو اس کا مقام عطا کرو بزرگوں کی عزت کرو۔ علماء کی تعظیم کرو۔ بوڑھوں کی توقیر کرو۔ نوجوانوں سے نرمی کا برتاؤ کرو عوام کے قریب رہو۔ نیک لوگوں کے ساتھ اختلاط رکھو۔ بادشاہ وقت کی توہین نہ کرو کسی کو کمتر نہ سمجھو۔ اپنی مروت وشرافت کو پس پشت نہ ڈالو۔ اپنا راز کسی پر فاش نہ کرو بغیر پرکھے ہوئے کسی پر اعتماد نہ کر بیٹھو خسیس الطبع اور کمینوں سے میل ملاپ نہ رکھو اس شخص سے محبت والفت کا اظہار نہ کرو جو تمہیں ناپسند کرتا ہو۔

سنو! کہ احمقوں سے دل کھول کر خوشی کا اظہار نہ کرو۔ ان کی دعوت پر لبیک کہو اور نہ ہی ان کا ہدیہ قبول کرو۔ نرم گفتاری، ضبط وتحمل، حسن اخلاق، کشادہ دلی، اچھے لباس اور خوشبو کو اپنے لیے لازم رکھو سواریوں میں ہمیشہ اچھی سواری رکھو۔ حوائج ضروریہ کے لیے کوئی وقت مقرر کر لو تاکہ ہر کام کو آسانی سے کر سکو اپنے ساتھیوں سے غفلت نہ برتو۔ ان کی درستگی کی سب سے پہلے فکر کرو ...... ہاتھ سے نہ جانے دو۔ نرم لہجہ میں گفتگو کو اپناؤ۔ عتاب دو ٹوک نہ ہو کہ اس سے نتائج ذلیل ہو جاتے ہیں انہیں اس بات کا موقع نہ دو کہ وہ تمہاری تادیب کریں ایسا کرنے سے تمہارے حالات درست رہیں گے۔

نماز کی پابندی کرو، سخاوت سے کام لو کیونکہ بخیل آدمی کبھی سردار نہیں بن سکتا۔ اپنا ایک مشیر کار بنا لو جو تمہیں لوگوں کے حالات سے مطلع کرتا رہے اور جب تمہیں کوئی خراب بات نظر آئے تو اس کی اصلاح کرنے میں جلدی کرو اور جب تم اصلاح کی راہ پاؤ تو اپنی رغبت اور عنایت کو اور بڑھا دو۔

جو شخص تم سے ملنے اس سے ملا کرو اور جو نہ ملے اس سے بھی ملو۔ جو شخص تمہارے ساتھ نیک سلوک کرے اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرو اور اگر کوئی بد خلقی سے پیش آئے تو تم حسن اخلاق کا ثبوت دو۔ عفو اور کرم کو شعور بنا لو۔ تمام نیک کاموں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرو اور جو شخص تمہارے دربے آزار ہو اس سے درگذر کرو جو حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی رہ... اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پرسی کرو اور اگر کوئی آتا جاتا نہ رہے تو تم نہ چھوڑو۔ اگر کوئی شخص تم سے قطع تعلق کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو جو شخص تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو، اگر کسی سے تمہارا کوئی نزاع ہو تو اس سے درگذر کرو، جو شخص تمہارے خلاف غلط تہمت کا پروپیگنڈہ کرے اس کے بارے میں تم اچھی بات کرو۔ اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے حقوق پورے کرو۔ اگر کسی کو خوشی کا موقع میسر آ جائے تو اسے مبارکباد دو، اگر کسی پر آفت ٹوٹ پڑے تو اس کے غم میں شرکت کرو۔ اگر کوئی تم سے کام لینا چاہے تو کر دو۔ اگر کوئی فریادی ہو تو اس کی فریاد سن لو۔ اگر کوئی طالب نصرت ہو تو اس کی مدد کرو۔ جہاں تک ہو سکے لوگوں سے محبت اور راحت کا اظہار کرو، سلام کو رواج دو۔ خواہ وہ کمینوں ہی کی جماعت ہو۔ اگر مسجد میں یا تمہارے پاس جو لوگ بیٹھے ہوں اور گفتگو کرتے ہوں تو ان سے اختلاف رائے نہ کرو۔

اگر تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو پہلے جو لوگوں میں رائج ہو اسے بتاؤ پھر کہو اس میں دوسرا قول بھی ہے اور وہ ایسے اور ایسے ہے اور اس کی دلیل یہ ہے اگر انہوں نے سن لیا تو یقیناً ان کے دلوں میں تمہاری قدر ومنزلت ہو جائے گی۔ جو شخص تمہاری مخالفت کرے تو اسے بھی کوئی ناگوار بات بھی کہے۔

لوگوں کو آسان باتیں بتایا کرو۔ دقیق اور پیچیدہ مسائل نہ بیان کرو۔ مباحثہ وغلط مطلب سمجھ لیں ان سے لطف اور مہربانی کا معاملہ کرو۔ کبھی کبھی ان سے ہنسی اور مذاق بھی کر لیا کرو تاکہ تمہارے علم لوگوں میں محبت پیدا کر سکے۔ بچوں کی بھی اور کبھی کبھی ان کا دھوکہ کر دیا کرو، ان سے محبت سے کیا کرو چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے تغافل برتو۔ ان کی غربیات کو لطف کرو لطف وکرم اور چشم پوشی کو اپنا خاصہ بنا لو کبھی ...... اور زہد وتقویٰ سے پیش نہ آؤ۔ اسی میں گھل مل کر اس طرح رہو گویا تم ایک ہی ہو لوگوں کے ساتھ دینی معاملہ کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہوان کے لیے وہی چیزیں پسند کرو جو تمہیں مرغوب ہوں، نفس کی حفاظت کرو اور احوال کی دیکھ بھال رکھو، فتنہ انگیزی سے دور رہو اگر کوئی شخص تمہیں زچ وتنگ کرنے کو لطف لے تو جھگڑو۔ اگر کوئی تمہاری باتیں غور سے سنتا ہو تو تم بھی اس کی طرف کان لگاؤ لوگوں کو بھی ایسی چیز کا مکلف نہ بناؤ جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے ہیں، جس طرح حسن نیت سے عوام کا خیر مقدم کرو، سچائی کو لازم رکھو فریب ومکر کو ایک طرف ڈال دو۔ دھوکہ بازی سے دور رہو چاہے لوگ تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں جس امانت میں خیانت نہ کرو۔ خواہ لوگ تمہارے ساتھ خیانت ہی کیوں نہ کرتے ہوں کوئی بات کہنا رو جنا پر عہد کرے۔

مردم شماری کو کامیاب بنائیے

مادری زبان کے خانے میں "اردو" درج کرانا ضروری ہے

• بیگم سلطانہ حیات

مردم شماری میں پہلے نظری نقشہ ماہ اکتوبر میں تیار کیا جاتا ہے جس میں رہائشی مکان کا خالی جھونپڑیوں وغیرہ کو شمار کیا جاتا ہے۔ خاص یوم شماری ماہ فروری سے شروع ہو کر آخری فروری تک ختم ہو جائے گی۔ سب کارپوریشن، میونسپلٹی، ٹاؤن ایریا، گاؤں اور پرووں میں خانہ شماری ہو چکی ہے اور اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اب اگر آپ کے گھر یا محلہ میں خانہ شماری نہیں ہوئی ہے تو اس طرف توجہ دیجئے۔ محلہ میں مکانات پر دیکھئے کہ یہ نشان خانہ شماری کا پڑا ہے یا نہیں۔

نمبر عمارت (دیجون)	[illegible]
مکانوں کی تعداد	[illegible]
خاندانوں کی تعداد	[illegible]

دوسرے یہ کہ کوئی شخص آپ کے گھر آ کر یہ دریافت کرتا ہے کہ آپ کی عمارت میں کتنے خاندان آباد ہیں۔ (۲) آپ کے خاندان میں کتنے افراد ہیں! ان میں کتنے مرد اور کتنی عورتیں ہیں اور کیا کوئی اپاہج بھی ہے!

اگر یہ سوالات دریافت کرنے آپ کے گھر آپ کے محلہ میں کوئی نہیں آیا ہے تو یہ سمجھئے کہ آپ کا گھر یا محلہ چھوٹ گیا ہے۔ آپ کو ہندستانی ہونے کی حیثیت سے یہ حق حاصل ہے کہ آپ اپنے محلے یا گھر کو نظری نقشے میں شامل کرائیں۔ اس کے لیے آپ مردم شماری کے انچارج سے جیسے نگر پالیکا، نگر مہاپالیکا کاؤ میں پنچایتی اور کچہری وغیرہ کو مردم شماری کا انچارج بنایا گیا ہے۔ اور وہاں ہی لوگوں سے شکایت کی جا سکتی ہے اور وہی شکایت کا ازالہ کریں گے۔ اگر آپ کی شکایت پر کوئی توجہ نہ دے تو آپ مقامی انجمن کی شاخ کی طرف رجوع کیجئے۔ ابھی وقت ہے کہ نظری نقشہ میں اپنے گھر یا محلے کو شامل کرایا جا سکتا ہے۔ اپنے گھر کو نظری نقشہ میں شامل کرانا اس لیے اور ضروری ہے کیونکہ اگر مردم شماری اگر غلط ہو گی تو حکومت کے آئندہ دس سال کے لیے بننے والے منصوبے غلط ہو جائیں گے منصوبے یوم شماری کو بنیاد بنا کر مرتب کئے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں اقلیتیں اپنی تعداد کی بنا پر مطالبہ کر سکتی ہیں کہ ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق انھیں ملازمتیں دی جائیں۔

اردو کی قسمت کا فیصلہ بھی اسی بات پر ہو سکتا ہے کہ ایسی آبادی کی تعداد کیا ہے جن کی "مادری زبان" اردو ہے۔ اگر کسی کو اردو لکھنی پڑھنی نہیں آتی لیکن اس کی مادری زبان اردو ہے یعنی اس کی ماں اردو بولتی ہے اور اس کے گھر میں اردو بولی و سمجھی جاتی ہے تو اس گھر کی "مادری زبان" اردو لکھوائی جانی چاہئے خواہ گھر میں کوئی اردو پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو۔

انجمن کی مقامی شاخوں کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ وہ اپنے مقامی مردم شماری کے انچارج سے جا کر مل لیں اور عوام کی شکایات دور کرائیں۔ اگر ان کو اس سلسلے میں ناکامیابی ہو تو دفتر ریاستی انجمن ترقی اردو اتر پردیش آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔

۱۹۸۱ء کے شروع میں مردم شماری ہو گی۔ اس سلسلے کی پہلی منزل مکمل ہو چکی ہے۔ ۵ دسمبر سے ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء تک پورے ملک کی خانہ شماری کرائی گئی ہے اور ایک خاکہ یا نظری نقشہ تیار ہو چکا ہے کہ ایک بلاک (خواہ وہ گاؤں ہوں یا شہر) میں کتنے مکانات ہیں۔ ان مکانات میں کتنے خاندان آباد ہیں وغیرہ۔

یہ نظری نقشہ تیار کرنے والوں نے ہر ایک بلڈنگ خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کے دروازے یا دیوار پر کسی نمایاں جگہ گیرو کے رنگ سے درج ذیل نقشہ بنایا ہوگا۔ تعداد کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

نمبر عمارت (دیجون)	[illegible]
مکانوں کی تعداد	[illegible]
خاندانوں کی تعداد	[illegible]

ہر ملک کا مردم شماری صحیح ہونی چاہئے کیونکہ اسی کو بنیاد بنا کر غذا، پانی، بجلی، اسپتال، تعلیم اور زبان وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہر ہندستانی کا فرض ہے کہ وہ مردم شماری میں حکومت سے پوری طرح تعاون کرے۔ تعاون کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ آپ اپنے مکان اور محلہ میں دیکھئے کہ درج بالا نقشہ بن چکا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں بنا ہے تو گاؤں میں بلاک ڈیولپمنٹ افسر اور اس کے متعلق افسران کی توجہ اپنے گھر یا گاؤں کی طرف مبذول کرائیے۔ شہروں میں جو میونسپلٹی یا کارپوریشن کا کام کرتی ہے اس کے افسران سے مل کر اپنی عمارت کو نظری نقشہ میں شامل کرا لیجئے۔

گذشتہ تجربات کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اکثر و بیشتر مسلمانوں اور ہریجنوں کے گاؤں اور محلوں کو نظری نقشہ میں شامل نہیں کیا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ مردم شماری میں بھی نہیں آتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غلط مردم شماری کی بنا پر جو سکیمیں بنائی جاتی ہیں وہ عمل طور پر ناکامیاب ہو جاتی ہیں۔